2023 - 2024 ISSUE 3

النصرت

لجنہ اماء اللہ یو کے کا ادبی، تعلیمی اور تربیتی رسالہ

آزاد خیالی اور مادیت پرستی کے دور میں بچوں کی پرورش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

قَدْ جَآءَ الدِّیْنُ مِنَ النُّصْرَۃِ ثُمَّ سَیَعُوْدُ مِنَ النُّصْرَۃِ

دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اور اب دوبارہ بھی وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔

(تذکرہ۔ایڈیشن 2023۔الہام مورخہ 3/اکتوبر 1904۔صفحہ نمبر 486)

عہد نامہ لجنہ اماء اللہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے، لاشریک ہے۔ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہوں گی۔ نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کو قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔

ان شاء اللہ

النصرت اردو ٹیم

زیرِ نگرانی	ڈاکٹر قرۃ العین عینی رحمٰن صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ) لبنیٰ سہیل صاحبہ (سیکریٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ برطانیہ)
مجلسِ ادارت	فاتنہ راشد صاحبہ، نصیرہ نور صاحبہ، فریدہ بشارت صاحبہ، سائحہ معاذ صاحبہ
مدیرہ	صدیقہ سلطانہ
نائب مدیرہ	عاصمہ بدر، ستارہ جمیل
ٹائپنگ اور پروف ریڈنگ	فاتنہ راشد، صفیہ بشیر سامی، حانیہ سعید، ہبہ باقی
ڈیزائن	وردہ سہیل
مینیجر	اسماء شاہد

اس شمارہ میں تصاویر الاسلام ویب سائٹ اور کینوا پرو سے لی گئی ہیں۔

فہرست مضامین

اداریہ	04
قال اللہ	05
قال الرّسول ﷺ	05
کلامُ الامام۔اِمامُ الکلام	06
امامِ وقت کی آواز	08
خلفائے احمدیت اور تربیتِ اولاد	12
منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام از درِّثمین۔کر ان کو نیک قسمت	15
مادیت پرستی اور آزاد خیالی کے دور میں بچوں کی پرورش (نزہت منیر احمد۔Hayes)	16
بچوں کی تربیت میں ماں، باپ اور معاشرہ کا کردار (مریم مدثر۔Oxford)	18
دنیا میں تیزی سے پھیلتے ہوئے ہم جنس پرستی کے رجحانات۔مذہب اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں (ریحانہ صدیقہ بھٹی۔Newcastle)	23
سوشل میڈیا کے فوائد اور نقصانات (عالیہ بشریٰ۔Roehampton)	26
تربیتِ اولاد کے 26 گُر۔بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	28
جیسی پرورش ویسا رحم (صدیقہ سلطانہ۔Oxford)	34
ایک ریچھ اور مکھی (ارفع یاسر۔Oxford)	37
سورۃ البقرہ پڑھنے کی افادیت (حانیہ سعید۔Hounslow North)	38
فرشتوں سے ملاقات۔افریقہ کے ڈاکو اور الٰہی مدد (خالدہ منوّر احمد۔Oxford)	40
حسّاس بچے (S.E.N.D Corner)	43
بچوں کی تربیت میں متوازن غذا کی اہمیت (ہبۃ الاعلیٰ شاہ۔Worcester Park)	44
عالمی مقابلہ بیت بازی (ستارہ جمیل۔Farnham)	47
جاننا اچھا ہے۔(امۃ الحی خالد۔Scunthorpe)	50
مسکرانا چاہیے (ہبہ باقی۔Reading)	52
مزاحیہ نظم (شمائلہ منصور۔Reading)	52
یہ کتاب بھی پڑھیں۔اچھی مائیں۔تربیت اولاد کے دس سنہری گُر (حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	53
ایک جھلک۔لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی مصروفیات	54
کیا آپ نے یہ شمارہ پڑھ لیا ہے؟	60
(☆) اس شمارہ میں استعمال شدہ مشکل الفاظ کے معنی	61

اداریہ

معزز قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خدمت میں النصرت کا ایک اور شمارہ پیش ہے۔ اس شمارہ میں بچوں کی پرورش کے مختلف پہلوؤں پر بات کی گئی ہے۔ بچوں کی ایسی پرورش کہ وہ واقعی تربیت یافتہ کہلائیں ایک بہت ہی اہم اور نازک معاملہ ہے خاص طور پر آج کل کے دور میں جہاں آزاد خیالی کے نام پر ہر طرف اخلاقی برائیوں کے ڈیرے ہیں۔ایسے میں مادیت پرستی نے جو انتہائی کاری وار کیا وہ یہ ہے کہ ایک عورت کی اپنے بچوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال کو پیسوں میں تول دیا۔ جس کی وجہ سے وہ بحیثیت ماں "مستقبل" کے معاشرے کی تشکیل میں اپنے اہم مقام کو بھول کر "آج" کی فکر میں لگ گئی۔ ان حالات میں بنیادی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے احمدیت اور امام وقت کی آواز ہر قدم پر ہماری راہنمائی کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

بچوں کی پرورش کے حوالہ سے ایک اور اہم بات جس کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے وہ مسیح آخر الزماں علیہ السلام کی زبان، اردو ہے۔ خدا تعالیٰ عربی زبان کے بعد سب سے زیادہ اردو زبان میں اپنے بندہ سے ہم کلام ہوا ہے جو اس کو ایک الہامی زبان کا درجہ بھی دیتی ہے۔ اب اس زبان کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اس لیے ہر ممکن کوشش کریں کہ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی اردو پڑھنا، لکھنا، بولنا اور سمجھنا سکھائیں۔ معزز قارئین کی سہولت کے لیے مشکل الفاظ کے سامنے "(☆)" کا نشان دے کر ان کے معنی آخری صفحہ پر دیے جاتے ہیں، اُمید ہے کہ بہنیں اس سے استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گی۔

آپ کی آراء اور مضامین کی منتظر، آپ کے اپنے پیارے رسالہ النصرت کی مدیرہ
صدیقہ سلطانہ
(لکھنے کا پتہ: secishaat@lajnauk.org)

قال الله

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ
وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۲﴾

اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل:32۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

قال الرسول ﷺ

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ النُعْمَانِ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ يُشْهِدُ عَلَى نُحْلٍ نَحَلَهُ إِيَّاهُ فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَ مَا نَحَلْتَهُ قَالَ لَا قَالَ فَلَا أَشْهَدُ عَلَى شَيْئٍ أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا اِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً قَالَ بَلَى قَالَ فَلَا اِذًا

حضرت داؤد نے حضرت عامر سے انہوں نے حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ اس عطیہ پر گواہ بنائیں جو انہوں نے نعمان کو دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو نے اپنے ہر بیٹے کو اسی طرح عطا کیا ہے جس طرح تو نے اسے عطا کیا ہے؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: میں کسی چیز پر گواہ نہیں بنتا۔ کیا تجھے یہ چیز خوش نہیں کرتی کہ وہ سب تیرے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہوں؟ عرض کی: کیوں نہیں۔ فرمایا: پھر نہیں۔

(سنن النسائی، کتاب النحل)

کلامُ الاِمام۔ اِمامُ الکلام

بچوں کو مارنا شرک میں داخل ہے

ایک مرتبہ ایک دوست نے اپنے بچے کو مارا۔ آپ علیہ السلام اس سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں بُلا کر بڑی دردانگیز تقریر فرمائی اور فرمایا:۔

میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بد مزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خود دار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بُردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقتِ مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہر گز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لیے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر ٹھہرا لیں۔ اس لیے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔

(ملفوظات۔ جلد اول۔ ایڈیشن 2022۔ صفحہ نمبر 420)

[(☆)اس اقتباس میں مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 61 پر دیکھیں]

امام وقت کی آواز

بچوں کو معاشرے کا بہترین حصہ بنانا ماں باپ پر فرض کیا گیا ہے کیونکہ اگر یہ نہ کیا جائے تو یہ اولاد کے قتل کے مترادف ہے۔

خطبہ جمعہ 26 جولائی 2013

بیان فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 26 جولائی 2013 کو تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الانعام کی آیات 152 تا 154 کی تلاوت فرمائی۔ ان آیات میں موجود عبادتِ الٰہی اور والدین سے حسنِ سلوک کے متعلق احکامات پر روشنی ڈالی۔ انہی آیات میں تربیتِ اولاد کے بارہ میں احکامات پر بھی تفصیلاً وضاحت فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ان آیات میں اگلا حکم ہے کہ

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ

(الانعام:152)

رزق کی تنگی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اس کے بھی کئی معنی ہیں۔ یہاں قرآنِ کریم کے احکام کی ایک اور خوبصورتی بھی واضح ہوتی ہے کہ پہلے اولاد کو کہا کہ تم نے والدین کی خدمت کرنی ہے، اُن سے احسان کا سلوک کرنا ہے، اُن کی کسی بات پر بھی اُف نہیں کرنا۔

انسان کو اعتراض تو اُسی صورت میں ہوتا ہے جب کوئی بات بری لگے۔ تو فرمایا کہ کوئی بات والدین کی بری بھی لگے تب بھی تم نے جواب نہیں دینا بلکہ اس کے مقابلے پر بھی تمہاری طرف سے رحم اور اطاعت کا اظہار ہونا چاہیے۔ اب والدین کو حکم ہے کہ اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرو۔ کوئی امر اس تربیت میں مانع نہ ہو۔ غربت بھی اس میں حائل نہ ہو۔

پس یہ والدین پر فرض کیا گیا ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایسا خیال رکھو کہ وہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے مردہ نہ ہو جائیں۔ اُن کی صحت کی طرف توجہ نہ دے کر اُنہیں قتل نہ کرو۔ بعض ناجائز بچتیں کر کے اُن کی صحت برباد نہ کرو۔ پس ماں باپ کو جب ربوبیت کا مقام دیا گیا ہے تو بچوں کی ضروریات کا خیال رکھنا اُن پر فرض کیا گیا ہے۔ بچوں کو معاشرے کا بہترین حصہ بنانا ماں باپ پر فرض کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہ کیا جائے تو یہ اولاد کے قتل کے مترادف (☆) ہے۔“

اس دولت کا کیا فائدہ جو بچوں کی تربیت خراب کر رہی ہے۔

حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں کہ: ”کوئی عقل رکھنے والا انسان ظاہری طور پر تو اپنی اولاد کو قتل نہیں کرتا۔ سوائے چند سر پھروں کے یا وہ جو خدا تعالیٰ کو بھول گئے ہیں، جن کی صرف اپنی نفسانی خواہشات ہوتی ہیں، جن کی مثالیں یہاں ملتی رہتی ہیں، جن کا ذکر وقتاً فوقتاً اخبارات میں آتا رہتا ہے کہ اپنے دوست کے ساتھ مل کر اپنے بچوں کو قتل کر دیا یا پھر ایسے واقعات غریب ممالک میں بھی ہوتے ہیں کہ ماں یا باپ نے بعض حالات سے تنگ آکر بچوں سمیت اپنے آپ کو جلا لیا تو وہ ایک انتہائی مایوسی کی کیفیت ہے اور جنونی حالت ہے لیکن عام طور پر اس طرح نہیں ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا اس آیت کے مختلف معنی ہیں، قتل کے مختلف معنی ہیں۔ ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اپنی اولاد کی اگر صحیح تربیت نہیں کر رہے، اُن کی تعلیم پر توجہ نہیں ہے تو یہ بھی اُن کا قتل کرنا ہے۔ بعض لوگ اپنے کاروبار کی مصروفیت کی وجہ سے اپنے بچوں پر توجہ نہیں دیتے، اُنہیں بھول جاتے ہیں جس کی وجہ سے بچے بگڑ رہے ہوتے ہیں۔ اور یہ شکایات اب جماعت میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مائیں شکایت کرتی ہیں کہ باپ باہر رہنے کی وجہ سے، کاموں میں مشغول رہنے کی وجہ سے، گھر پر نہ ہونے کی وجہ سے بچوں پر توجہ نہیں دیتے اور بچے بگڑتے جا رہے ہیں۔

خاص طور پر جب بچے teenage میں آتے ہیں، جوانی میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں تو اُنہیں باپ کی توجہ اور دوستی کی ضرورت ہے۔ مَیں پہلے بھی کئی دفعہ اس طرف توجہ دلا چکا ہوں، ورنہ باہر کے ماحول میں وہ غلط قسم کی باتیں سیکھ کر آتے ہیں اور یہ بچوں کا اخلاقی قتل ہے۔ باپ بیشک سَو تاویلیں پیش کرے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں بچوں کے لیے ہی کر رہے ہیں لیکن اُس کمائی کا کیا فائدہ، اُس دولت کا کیا فائدہ جو بچوں کی تربیت خراب کر رہی ہے۔ اور پھر اگر یہ دولت چھوڑ بھی جائیں تو پھر کیا پتہ یہ بچے اُسے سنبھال بھی سکیں گے یا نہیں۔ دولت بھی ختم ہو جائے گی اور بچے بھی۔

پھر اس کی ایک صورت یہ بھی ہے اور یہ مغربی ممالک میں بھی پھیل رہی ہے، ہماری جماعت میں بھی کہ مائیں بھی کاموں پر چلی جاتی ہیں یا گھروں پر پوری توجہ نہیں دیتیں۔ کسی نہ کسی بہانے سے ادھر اُدھر پھر رہی ہوتی ہیں۔ عموماً کام ہی ہو رہے ہوتے ہیں کہ نوکریاں کر رہی ہوتی ہیں۔

بچے سکولوں سے گھر آتے ہیں تو اُنہیں سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ماؤں کا بہانہ یہ ہوتا ہے کہ گھر کے اخراجات کے لیے کمائی کرتی ہیں لیکن بہت ساری تعداد میں ایسی بھی ہیں جو اپنے اخراجات کے لیے یہ کمائی کر رہی ہوتی ہیں۔ اور جب تھکی ہوئی کام سے آتی ہیں تو بچوں پر توجہ نہیں دیتیں۔ یوں بچے بعض دفعہ عدمِ توجہ (☆) کی وجہ سے، احساسِ کمتری کی وجہ سے ختم ہو رہے ہوتے ہیں۔

بیشک ایسی بیویاں اور مائیں بھی ہیں جن کے بارے میں اطلاعات ملتی رہتی ہیں جن کے خاوند نکھٹّو ہیں اور خاوندوں کے نکھٹّو پن کی وجہ سے مجبور ہوتی ہیں کہ کام کریں۔ پس ایسے خاوندوں کو اور ایسے باپوں کو بھی خوفِ خدا کرنا چاہیے کہ وہ اپنے نکمے پن کی وجہ سے اپنی اولاد کے قتل کا موجب نہ بنیں۔ پھر خاوند اگر اپنی بیویوں کا مناسب خیال نہیں رکھ رہے تو یہ بھی ایک قتل ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ایک بڑی اچھی مثال دی ہے۔ فرمایا کہ حمل کے دوران اگر عورت کی خوراک کا خیال نہیں رکھا جا رہا اور اولاد بھی کمزور ہو رہی ہے تو یہ بھی اولاد کا قتل ہے۔ پھر اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ غربت کے خوف سے فیملی پلاننگ کرنا، یا بچوں کی پیدائش کو روکنا۔ بچوں کی پیدائش کو صرف ماں کی صحت کی وجہ سے روکنا جائز ہے۔ یا بعض دفعہ ڈاکٹر بچے کی حالت کی وجہ سے یہ مشورہ دیتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں اور بچہ ضائع کرنے کو کہتے ہیں کیونکہ ماں کی صحت داؤ پر لگ جاتی ہے۔ اس لیے بچے کو ضائع کرانا اُس صورت میں جائز ہے لیکن غربت کی وجہ سے نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ (الانعام:152) ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور اُن کو بھی۔
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْراً (بنی اسرائیل:32) کہ یہ قتل بہت بڑا جرم ہے۔

پس سچے مسلمان جو ہیں، پکے مسلمان جو ہیں وہ کبھی ایسی حرکتیں نہیں کرتے۔ کبیرہ گناہ کی بات نہیں بلکہ وہ چھوٹے گناہوں سے بھی بچتے ہیں۔ پس ہمیں اس طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ اُن کو وقت دیں۔ اُن کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔ اُن کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں۔ اپنے گھروں میں ایسے ماحول پیدا کریں کہ بچوں کی نیک تربیت ہو رہی ہو۔ بچے معاشرے کا ایک اچھا حصہ بن کر ملک و قوم کی ترقی میں حصہ لینے والے بن سکیں۔ اُن کی بہترین پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری بہر حال والدین پر ہے۔

پس والدین کو اپنی ترجیحات کے بجائے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ باپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بچوں کی تربیت کا کام صرف عورتوں کا ہے اور نہ مائیں صرف باپوں پر یہ ذمہ داری ڈال سکتی ہیں۔ یہ دونوں کا کام ہے اور بچے اُن لوگوں کے ہی صحیح پرورش پاتے ہیں جن کی پرورش میں ماں اور باپ دونوں کا حصہ ہو، دونوں اہم کردار ادا کر رہے ہوں۔ یہاں ان ملکوں میں دیکھ لیں، طلاقوں کی وجہ سے سنگل پیرنٹس (Single Parents) بچے کافی تعداد میں ہوتے ہیں اور وہ برباد ہو رہے ہوتے ہیں۔

جن سکولوں میں یہ پڑھ رہے ہوتے ہیں اُن سکولوں کی انتظامیہ بھی تنگ آئی ہوتی ہے۔ اُن سکولوں کے ارد گرد کے ماحول میں پولیس بھی تنگ آئی ہوتی ہے۔ جرائم پیشہ لوگوں میں اس قسم کے بچے ہی شامل ہوتے ہیں جو شروع سے ہی خراب ہو رہے ہوتے ہیں، جن کو ماں باپ کی صحیح توجہ نہیں مل رہی ہوتی۔ یہاں مَیں یہ قابلِ فکر بات بھی اس ضمن میں کہنا چاہوں گا کہ ہمارے ہاں بھی طلاقوں کا رجحان بہت زیادہ بڑھ رہا ہے۔ اس لیے بچے بھی برباد ہو رہے ہیں۔ بعض دفعہ شروع میں طلاقیں ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ بچوں کی پیدائش کے کئی سال بعد، تو ماں اور باپ دونوں کو اپنی اَناؤں اور ترجیحات کے بجائے بچوں کی خاطر قربانی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

https://files.alislam.cloud/alfazl/london/20130816.pdf

[(☆)اس خطبہ میں مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 61 پر دیکھیں]

خلفائے احمدیت اور تربیتِ اولاد

حضرت مولوی حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ ، اولاد کو قتل مت کرو۔ قتل میں نے بہت طرح سے دیکھا ہے۔ بعض عورتیں اس قسم کی دوا کھاتی ہیں کہ آئندہ اولاد نہ ہو۔ بعض کچے حمل گروا دیتی ہیں۔ پھر میں نے دیکھا ہے کہ آپ بھی ساتھ ہی مر جاتی ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ لڑکی پیدا ہو تو اسے مار دیتے ہیں۔ بعض ان کا علاج نہیں کرتے۔ بعض اس کی تربیت خوب نہیں کرتے۔ بعض اپنی اولاد کے لیے پاک صحبت کا انتظام نہیں کرتے۔ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے لیے کونسا علم نافع ہو گا اور ان کی اولاد کا میلان طبع کس (☆) طرف ہے؟ ہزاروں لاکھوں کتابیں بنی ہوئی ہیں۔ ہر ملک کے لوگ اپنے خیال کے مطابق پڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ نہ پڑھنے والے کی دلچسپی کا خیال کرتے؛ نہ لغو، ناقص اور اہم و مفید میں کوئی فرق کرتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ سب قتلِ اولاد کی قسم میں سے ہے۔“

(خطباتِ نورؓ، صفحہ 567)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”خواہ ماں باپ کتنی بھی کوشش کریں کہ اُن کا بچہ بد اخلاقیوں کے بد اثرات سے محفوظ رہے جب تک بچے کی صحبت اور مجلس نیک نہ ہو گی اُس وقت تک ماں باپ کی کوشش بچوں کے اخلاق درست کرنے میں کارگر اور مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ بے شک ایک حد تک اُن کی اچھی تربیت سے بچوں میں نیک خیالات پیدا ہوتے ہیں لیکن اگر بچے کی عمدہ تربیت کے ساتھ اُس کی صحبت بھی اچھی نہ ہو تو بد صحبت کا اثر تربیت کے اثر کو اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ اس تربیت کا ہونا نہ ہونا قریباً مساوی ہو جاتا ہے۔ بچپن کی بد صحبت ایسی عادات بچے کے اندر پیدا کر دیتی ہے کہ آئندہ عمر میں اُن کا ازالہ نا ممکن ہو جاتا ہے۔۔۔ایک طرف تو ماں باپ کی نیک تربیت اُس کو نیکی کی طرف کھینچتی ہے اور دوسری طرف بد صحبت بدی کا میلان اُس کے اندر پیدا کرتی ہے اور وہ ہمیشہ اِسی کشمکش میں مبتلا رہتا ہے اور نفسِ لوّامہ کے اثر سے اُس کو کبھی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔ ماں باپ کی تربیت اگر خشیۃ اللہ اُس کے اندر پیدا کرتی ہے تو بد صحبت اِس کے مقابلہ میں اُس کی ہمت اور حوصلے کو پست کر دیتی ہے۔ پس کامل تربیت اُسی وقت ہو سکتی ہے جب اچھی تربیت کے ساتھ صحبت بھی اچھی ہو۔“

(الازھار لذوات الخمار جلد اوّل صفحہ 160 تا 161)

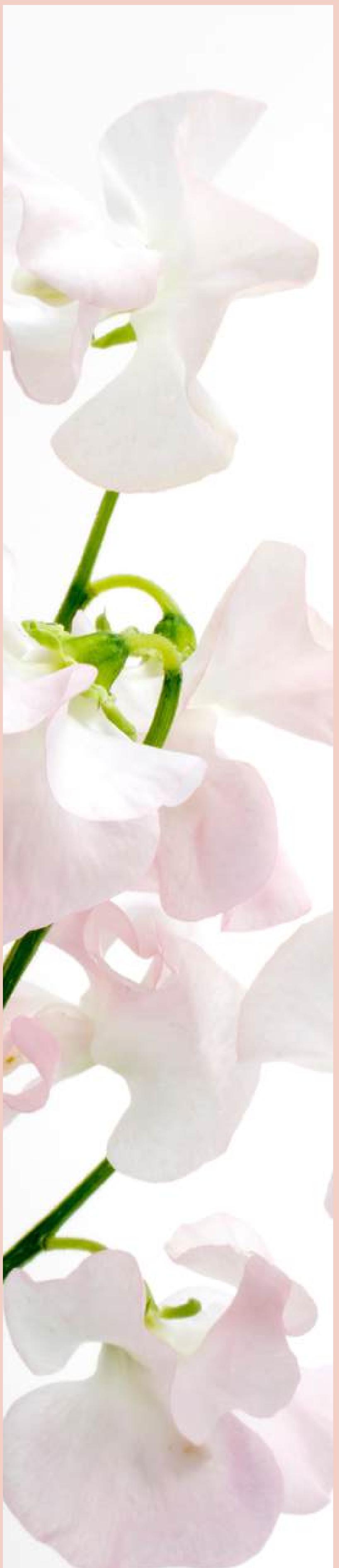

[(☆)مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 61 پر دیکھیں]

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس یہ زمانہ ایسا نہیں جس میں ہم ذرا بھی غفلت برتیں اور سستی سے کام لیں۔ اس لیے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے بچوں کو سنبھال لیں، ان کی بہترین رنگ میں تربیت کریں تاکہ جب ان کے کام کرنے کا وقت آئے تو وہ بھی اسلام کی اس جنگ میں شیطان کے خلاف ڈٹ جائیں اور اپنی صفوں میں کوئی رخنہ (☆) نہ پیدا ہونے دیں۔ کیونکہ جس طرح دنیوی جنگوں میں لوگ شہید ہو جاتے ہیں اسی طرح اس روحانی جنگ میں بھی شہید ہو جاتے ہیں۔ دراصل شہید صرف وہی شخص نہیں ہوتا جس نے خدا کی راہ میں تلوار سے اپنی گردن کٹوا دی ہو۔ شہید وہ بھی ہوتا ہے اور زیادہ بڑا شہید ہوتا ہے جس نے خدا کی راہ میں زندگی وقف کر دی ہو اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کی راہ میں قربان ہوتا رہا ہو۔۔۔ ہمیں ہر لمحہ خدا کی راہ میں فدا ہونے والوں کی ضرورت ہے جو اسلام اور شیطان کی اس آخری جنگ میں کامیابی سے اور فاتحانہ رنگ میں حصہ لے سکیں۔ اس لیے ہمارے بچوں کی (جو تعداد میں بہر حال ہم سے زیادہ ہیں) تربیت ہونی چاہیے تاکہ ہماری صفوں میں کسی وقت بھی رخنہ رونما نہ ہو۔"

(مشعلِ راہ جلد دوم، فرمودہ 1973ء صفحہ 405-406)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس آپ پر ایک عظیم ذمہ داری ہے وہ احمدی مائیں جو خدا ترس ہوں اور خدا رسیدہ ہوں ان کی اولاد کبھی ضائع نہیں ہوتی۔ لیکن ایسے باپ میں نے دیکھے ہیں جو بہت خدا ترس اور بزرگ انسان تھے مگر ان کی اولادیں ضائع ہو گئیں کیونکہ ماؤں نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اس معاملے میں مَیں نے ماؤں کو ہمیشہ جیتتے دیکھا ہے۔ جو مائیں گہرے طور پر خدا سے محبت کرنے والی ہوں اور خدا سے ذاتی تعلق قائم کر چکی ہوں ان کی اولادیں کبھی ضائع نہیں ہوتیں۔ اسی لیے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ جنت تمہارے باپوں کے قدموں کے نیچے ہے۔ فرمایا جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ پس جنت آپ کی تحت اِقدام رکھی گئی ہے، آپ کے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے۔ آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ آئندہ نسلوں کو آپ نے جنت عطا کرنی ہے یا جہنم میں پھینکنا ہے۔ کیونکہ اگر جنت آپ کے پاؤں کے نیچے ہو اور پھر آپ کی نسلیں جہنمی بن جائیں تو اس کی دوہری ذمہ داری آپ پر ہوگی۔"

(اوڑھنی والیوں کے لیے پھول۔ جلد دوم۔ خطاب 27/ جولائی 1991ء۔ صفحہ 218)

[(☆) مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 61 پر دیکھیں]

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس جب پاکیزہ اولاد کی خواہش ہو تو اس کے لیے دعا بھی ہونی چاہئے لیکن ساتھ ہی ماں باپ کو بھی ان پاکیزہ خیالات کا اور نیک اعمال کا حامل ہونا چاہئے جو نیکوں اور انبیاء کی صفت ہیں۔ ہر ماں باپ کو وہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ مائیں دینی امور کی طرف توجہ دینے والی ہوتی ہیں، عبادات کرنے والی ہوتی ہیں تو مرد نہیں ہوتے۔ بعض جگہ مرد ہیں تو عورتیں اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہیں۔ اولاد کے نیک ہونے اور زمانے کے بد اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے مرد عورت دونوں نیکیوں پر عمل کرنے والے ہوں۔ اولاد کو دین سکھانے اور دین سے منسلک رکھنے کے لیے، ان کی دینی تربیت کی طرف کم از کم اتنی کوشش تو انسان کی ہو جتنی دنیاوی کوششیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی طرف زیادہ کوشش ہوتی ہے اور دین کی طرف بہت کم کوشش۔ اسی وجہ سے پھر بعض لوگوں کو ابتلاء بھی آتے ہیں۔ مشکلات میں بھی پڑتے ہیں۔

خطبہ جمعہ 14 جولائی 2017ء فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اپنی اولاد کے لیے دعائیہ اشعار

(درثمین۔ صفحہ نمبر 41 تا 42)

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت
دے رُشد اور ہدایت اور عُمر اور عزّت
کر ان کی خود حفاظت ہو ان پر تیری رحمت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِي

اے میرے بندہ پرور کر ان کو نیک اختر
تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر
رُتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِي

شیطاں سے دُور رکھیو اپنے حضور رکھیو
ان پر مَیں تیرے قرباں! رحمت ضرور رکھیو
ان پر مَیں تیرے قرباں! رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِي

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر اُمید بھاری
مَیں جاؤں تیرے واری کر تُو مدد ہماری
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِي

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے نوجوان نسل کو یہ نصیحت فرمائی کہ "وہ اپنے علم کو ان دلائل کے ساتھ پختہ بنائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بالخصوص درثمین کو کثرت سے پڑھیں۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 11 / اکتوبر 1970)

مادیت پرستی اور آزاد خیالی کے دور میں بچوں کی پرورش

(نزہت منیر احمد۔Hayes)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ

(سورۃ التحریم:7۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

قرآن کریم کے اس قول میں انذار بھی ہے اور خوشخبری بھی۔ جیسا کہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ جہاں کسی مشکل سے تنبیہ کی جاتی ہے تو وہیں اس کا حل بھی بتا دیتا ہے۔ اب یہ انسان کی اپنی دانائی اور سوچ ہے کہ وہ اس سے کس طرح فیضیاب ہوتا ہے۔

آج کے اس دور میں ہر انسان کسی نہ کسی آگ میں جل رہا ہے۔ عرفِ عام میں آگ اُس چیز کو سمجھا جاتا ہے جو ہمیں شعلے کی صورت میں نظر آئے، مگر جو باطنی آگ، حسد، بدظنی اور دولت کی دوڑ میں آگے بڑھنے کا جنون ہے یہ سب آگ ہی کی قسمیں ہیں۔ انہی چیزوں سے قرآن کریم ہمیں بار بار متنبہ کرتا ہے۔

بچوں کی پرورش کے حوالے سے اس حقیقت کو سمجھنا بہت اہم ہے کہ بچے وہ نہیں کرتے جو اُن کو کہا جاتا ہے بلکہ وہ کرتے ہیں جو اُن کے سامنے کیا جاتا ہے۔ جس طرف والدین کا جھکاؤ ہو گا بچہ اسی طرف جھکے گا۔ اس لیے سب سے پہلے والدین کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیے اور بچوں کے سامنے ایسی گفتگو سے اجتناب کرنا چاہیے جس میں دنیاوی آسائشوں کا ہی تذکرہ ہو۔

سب سے پہلے بچے کے اندر اس خدا کا تصور پیدا کرنا ضروری ہے جو سب کائنات کا رازق ہے۔ یہ چیز اس کو اچھی طرح ذہن نشین کروانی چاہیے کہ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے تمام اعضاء مکمل دیے ہیں۔ اس دنیا میں ہمارے ارد گرد ایسے بھی ہیں جو اس نعمت سے محروم ہیں، ان سے موازنہ کر کے بچوں میں شکر گذاری کے جذبات پیدا کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں گھر دیا جبکہ ہزاروں لوگ بے گھر ہیں۔ فیملی دی، کھانے کی ہر چیز مہیا کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دنیا کی مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں۔ یہ ایک دشتِ پُر خار ہے۔ گذرنا تو سب کو پڑتا ہے لیکن راحت اور اطمنان کے ساتھ گذر جانا یہ ہر ایک شخص کو میسر نہیں آسکتا۔ یہ صرف اُن لوگوں کا حصہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشے سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دیتے ہیں اور اُس سے سچا تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 6۔ ایڈیشن 2022۔ صفحہ نمبر 187)

اگر ماں باپ بچوں کے سامنے ہمیشہ شکرانے کی بات کریں گے تو بچہ بھی لازماً اس کا اثر لے گا۔ بچوں کے ساتھ دوستی کا تعلق بنانا بہت ضروری ہے تاکہ وہ بلا جھجک آپ سے بات شئیر کر سکیں۔ دعا ہمارا اہتھیار ہے، ہمیشہ اس سے لیس رہیں۔ بچوں کا جماعت کے ساتھ تعلق بہت ضروری ہے۔ یہ جماعت کی تنظیمیں ایک فرج کی طرح ہیں۔ جیسے چیزوں کو خراب ہونے سے بچنے کے لیے فرج میں رکھ دیا جاتا ہے اسی طرح یہ کلاسیں، یہ تعلق ان بچوں کو خراب ہونے سے محفوظ رکھیں گے۔

آج کل بچے اسکولوں میں نصاب سے اور اپنے دوستوں وغیرہ سے بھی بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ بعض ایسی باتیں بھی ان کے علم میں آتی ہیں جو اکثر ہمارے گھروں میں ڈسکس نہیں کی جاتیں۔ زمانہ اور وقت بہت تیزی سے کروٹیں بدل رہا ہے ایسے میں ماں باپ کو باہر کی دنیا سے بھی باخبر رہنا ہوگا۔ اور مشکل اور حسّاس موضوعات کو گھر میں باتوں کا موضوع بنانا ہوگا۔ جب اتنی بے باکی سے سکولوں میں وہ کچھ سکھایا جا رہا ہے جو ان معصوم ذہنوں کو پراگندہ کرنے کے لیے کافی ہے تو گھروں میں اُس کا تذکرہ کرنا معیوب نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ ہم نے اپنے بچوں کو اچھے بُرے کی تمیز سکھانی ہے۔

اوائل اسلام میں عورتوں نے نبی اکرم ﷺ سے ہر قسم کے سوال کیے تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں فیضیاب ہو سکیں۔ تو بچوں کی تربیت کے لیے ہمیں یہ باتیں کرنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے کیونکہ بچہ پہلے ہی اس سے باخبر ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ خود کوئی نتیجہ نکالے ہمیں اسے سنبھالنا ہوگا۔

بچوں کے دوستوں پر نظر رکھنی بہت ضروری ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے زیر اثر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک خیال رکھے کہ کیسے دوست بنا رہا ہے۔

(ترمذی ابواب الزھد)

اکثر امیر گھرانے کے بچے اور ان کے پاس موجود آسائشیں دوسرے بچوں کو بہت متاثر کرتی ہیں۔ سو بچوں کو سمجھانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو مختلف نعمتوں سے نوازتا ہے، کسی کے پاس دولت ہے تو دوسرے کے پاس ذہانت ہے۔ کسی کو کسی اور ایسی صلاحیت سے نوازا ہے جو ان کے پاس نہیں ہے۔ مگر یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب والدین خود قناعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خدا کا شکر ادا کرتے ہوں۔ آج کے دور میں ماں باپ دونوں کو بامر مجبوری کام کرنا پڑتا ہے۔ تو کچھ اس طرح کا شیڈول ہو کہ دونوں میں سے ایک گھر پر موجود ہو۔ تاکہ بچہ اکیلا پن نہ محسوس کرے۔

اس دور میں یہ کسی جہاد سے کم نہیں۔ بچوں پر بہر حال معاشرے کا اثر ہوتا ہے (Peer Pressure) دوستوں کے رجحانات کا بہت اثر ہوتا ہے۔ اس لیے ماں باپ کا اولاد کو عزت دینا اور دوستانہ تعلق بہت ضروری ہے۔ ایک دوسرے سے کھل کر خیالات کا اظہار ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کا تصور اور دعا بہت ضروری ہے۔ بچے کے رجحان کا جائزہ لیتے رہنا ضروری ہے اور اس کے مطابق قدم اُٹھانا ضروری ہے۔ سوشل میڈیا کا وقت مقرر کرنا ضروری ہے بچوں کو احساس کمتری سے بھی بچانا ضروری ہے خدا تعالیٰ سب بچوں کا خود نگہبان ہو۔ آمین

کوشش کرو کہ اُردو ہماری مادری زبان بن جائے

(انوار العلوم۔ جلد نمبر 21۔ صفحہ نمبر 219)

بچوں کی تربیت میں ماں، باپ اور معاشرہ کا کردار

(مریم مدثر۔Oxford)

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾

اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

(سورۃ آل عمران:39۔اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

ہر ایک کا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے صالح اولاد عطا کرے۔ اس کے لیے یہ دعا ایسی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہیے۔ بچوں کی پیدائش سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ہمیشہ بچوں کے نیک، صالح اور دیندار ہونے کے لیے دعائیں کرتے رہنا چاہیے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔

بچوں کی تربیت ایک بہت بڑی اور اہم ذمہ داری ہے جو ماں اور باپ، دونوں پر لاگو ہوتی ہے۔ جب بچہ پروان چڑھتا ہے تو کچھ باتیں تو وہ ہیں جو اس کی شخصیت کا حصہ ہوتی ہیں لیکن کچھ باتیں وہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے سیکھتا ہے۔ بچوں کی تربیت میں سب سے پہلے جو اہم کردار ادا کرتی ہے وہ اس کی ماں ہے اس لیے سب سے پہلے ہم ماں کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالیں گے۔

بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: اُمُّكَ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اُمُّكَ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اَبُوكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہؤا اور عرض کیا کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

(بخاری کتاب الادب، بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ 355)

یہ حدیث جہاں ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ والدین کی خدمت کرنا بچوں پر فرض ہے اور یہ والدین کا حق ہے وہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ ایک نیک اور صالح اولاد ہی والدین کی خدمت کو اپنے اوپر فرض اور ان کا حق سمجھ کر ادا کر سکتی ہے اور یہ صرف اسی صورت ممکن ہے جب والدین کی طرف سے بچوں کی اعلیٰ درجہ کی تربیت کی گئی ہو۔ ایک اعلیٰ تربیت یافتہ ماں ہی اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کر سکتی ہے۔ ایک بچہ نو ماہ تک اپنی ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ ماں جو کرتی ہے، جو کھاتی ہے، جو سوچتی ہے اس کا اثر بچے کے ذہن اور جسم پر ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کی تربیت اس کی پیدائش سے پہلے ہی شروع ہو جاتی ہے۔

ایک مسلمان ماں ہونے کے ناطے ماں کو چاہیے کہ وہ پانچ وقت کی نماز پڑھے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرے تاکہ بچہ وہ تلاوت سنے اور اس کے ذہن پر اس کا اثر ہو۔ بچے کی جسمانی صحت کے لیے بھی ضروری ہے کہ ماں ان مہینوں کے دوران اچھی متوازن غذا کھائے تاکہ بچے کے جسم اور اس کے ذہن کی اچھی نشوونما ہو سکے۔

پھر بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کھانے پینے کا خیال رکھنا، اس کے لیے گھر کا ماحول صحت مند بنانا اور اسے اچھی باتیں سکھانا، یہ سب ماں کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نقل کا مادہ رکھا ہوا ہے جو بچپن سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ مادہ یقیناً ہمارے فائدے کے لیے ہے لیکن اس کا غلط استعمال انسان کو تباہی کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ یہ نقل اور ماحول کا ہی اثر ہے کہ انسان اپنے ماں باپ سے زبان سیکھتا ہے یا باقی کام سیکھتا ہے۔ اگر ماں باپ نیک ہیں، نمازی ہیں، قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے ہیں، آپس میں پیار اور محبت سے رہنے والے ہیں، جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہیں تو بچے بھی اُن کے زیرِ اثر نیکیوں کو اختیار کرنے والے ہوں گے۔

لیکن اگر جھوٹ، لڑائی جھگڑا، گھر میں دوسروں کا استہزا، جماعتی وقار کا بھی خیال نہ رکھنا یا اس قسم کی برائیاں جب بچہ دیکھتا ہے تو نقل کی فطرت کی وجہ سے یا ماحول کے اثر کی وجہ سے پھر وہ یہی برائیاں سیکھتا ہے۔ باہر جاتا ہے تو ماحول میں، دوستوں میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے باہر کے ماحول پر بھی نظر رکھا کریں اور گھر میں بھی بچوں کے ٹی وی پروگرام جو وہ دیکھتے ہیں یا انٹرنیٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اُن پر بھی نظر رکھیں۔ اگر ماؤں کو جدید ٹیکنالوجی سے واقفیت نہیں ہے تو اس کو سیکھیں تاکہ بچے ماؤں کو کم علم سمجھ کر ان سے فاصلہ اختیار نہ کرلیں۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہماری جماعت کی اکثریت یہ سوچ رکھتی ہے اور ان کو یہ فکر ہے کہ کس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ عموماً اس کام میں مائیں زیادہ فکر مند ہوتی ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے اس زمانے میں ہماری سوچیں، جبکہ دنیا کی خواہشات نے ہر ایک کو گھیرا ہوا ہے، یہ ہیں کہ ہم اپنی اولاد کے لیے صرف دنیا کی فکر نہیں کرتے بلکہ دین کی بہتری کا بھی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔

یہاں میں اس بات کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گی کہ ہم احمدی عورتوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس ملک میں اور اس کلچر میں جہاں برائی سے بچنا بھی مشکل ہے اور حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا بھی بہت مشکل ہے وہاں ہماری جماعت ہی ہے جو ہم احمدی عورتوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔ ہم سب کی ٹریننگ کرتی اور ہمیں سکھاتی ہے کہ ہم نے کس طرح زندگی کے ہر شعبہ میں اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا ہے اور اس مشکل ماحول میں مردوں کے شانہ بشانہ کام بھی کرنا ہے اور نہ صرف اپنے آپ کو برائیوں سے بچانا ہے بلکہ اپنی اولاد کی تربیت بھی کرنی ہے۔

ماں کی ذمہ داری اس لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ باپ سارا دن روزی کمانے کے لیے گھر سے باہر ہوتا ہے اس لیے ماں تربیت کے لحاظ سے بچوں کی پہلی استاد ہے اور بچوں کو بھی ماں کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ جو پیار ایک ماں اپنے بچوں کو دے سکتی ہے اور جو تربیت کر سکتی ہے دنیا میں کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ اگر ماں اور بچے میں ایک پیار کا رشتہ ہے تو بچے ماں کی بات سنیں گے اور اس کی بات کو مانیں گے بھی۔ ماں کا اپنا کردار بہت اچھا ہونا چاہیے کیونکہ بچوں کا ماں کے ساتھ زیادہ وقت گزرتا ہے اس لیے بچے ماں سے زیادہ اثر قبول کرتے ہیں۔

بچوں کی تربیت میں باپ کا کردار:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ۔

"باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔ چنانچہ تمہیں اختیار ہے کہ خواہ اس دروازے کو ضائع کردو یا اس دروازے کی حفاظت کرو۔"

(ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین)

اس حدیث میں اہم بات یہ ہے کہ باپ کو درمیانی دروازہ کہا گیا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ والد کی خدمت اور اطاعت کرنے میں ہی بھلائی اور امن ہے اور انسان چاہے تو اس موقع کو استعمال کرے اور چاہے تو اس موقع کو ضائع کردے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہم مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے بشرطیکہ مسلمان اس طرف توجہ دیتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے ہوں کہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کر تربیت کے مختلف ادوار میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اس کے لیے دعائیں بھی سکھائی ہیں اور تربیت کا طریق بھی بتایا ہے اور والدین، خاص طور پر والد کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم یہ دعائیں کرنے والے اور اس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں اور خاص طور پر اس زمانے میں جب قدم قدم پر شیطان کی پیدا کی ہوئی دلچسپیاں مختلف رنگ میں ہر روز ہمارے سامنے آرہی ہوں تو یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب دعائیں اور طریق بتائے ہیں تو اس لیے کہ اگر ہم چاہیں تو خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی شیطان کے حملوں سے بچاسکتے ہیں لیکن اس کے لیے مسلسل دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی مدد اور محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے۔ اور حقیقی مومن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ کر اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی شیطان کے حملوں سے بچائے نہ کہ مایوس ہو جائے یا تھک جائے اور خوفزدہ ہو کر منفی سوچوں کو اپنے اوپر طاری کرلے۔ ایک نیک اور حقیقی مومن باپ ہی ان ساری باتوں کو سمجھ کر عمل کرنے والا ہوگا اور اپنی اولاد کی تربیت کرنے والا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کو گھر کا "قوام" کہا ہے۔ اس لیے ایک اسلامی گھر میں باپ کو گھر کا سربراہ سمجھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ مرد اِس سربراہی میں ایک رعب دار شخصیت بن جاتے ہیں یا اپنی ذمہ داری صرف یہی مان لیتے ہیں کہ انہوں نے صرف کما کر لانا ہے اور بچوں کی تربیت ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے گھر کا ماحول متاثر ہوتا ہے۔ اس صورت حال سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ باپ کا تعلق نہ صرف اولاد کے ساتھ بلکہ ان کی ماں کے ساتھ بھی اچھا ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو گھر میں امن اور سکون ہوگا اور بچے ایک اچھے ماحول میں تربیت حاصل کرسکیں گے۔ جہاں ان کی دوہری تربیت ہو رہی ہوگی، ماں کی طرف سے بھی اور باپ کی طرف سے بھی۔

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ آج کل کے دور میں اس ماحول اور کلچر میں بچوں کو اگر ہم نے دنیاوی برائیوں سے بچانا ہے تو ان کے ساتھ اچھا تعلق قائم کرنا اور دوستی کرنا بہت ضروری ہے۔ اپنے ارد گرد کے ماحول کو سمجھنے اور اس پر نظر رکھنے اور اس کی اونچ نیچ کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک باپ اپنی اولاد کے ساتھ دوستانہ ماحول اور رشتہ قائم کرے، بچوں کو کبھی بھی اپنے باپ کے ساتھ کوئی بھی بات کرنے میں شرم محسوس نہ ہو۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر آج کل کے دور کی برائیوں سے متعلق بچوں کے ذہن میں سوالات ہیں تو وہ بلا جھجک اپنے والد سے کرسکیں تاکہ وہ ان کو اچھے طریقے سے تربیت کے زاویہ کو سامنے رکھتے ہوئے سمجھا سکے۔ پیار اور دوستانہ ماحول میں سمجھائی گئی بات کا اثر غصے یا لڑائی کے ماحول میں سمجھائی گئی بات سے بہت زیادہ اور دیرپا ہوتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ باپ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ان کی پڑھائی میں بھی مدد کرے۔ ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارے اور کوشش کرے کہ آج کل کے ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے جسمانی صحت کے لیے ان کے ساتھ کھیل یا ورزش میں بھی حصہ لے۔ اپنی اولاد کو دینی تعلیمات مہیا کرنا، ان کو قرآن پڑھنا سکھانا، نماز ادا کرنا سکھانا اور اپنے ساتھ مسجد لے کر جانا، جماعت کے پروگرامز میں شامل کروانا، یہ سب والد کی ذمہ داریوں میں آتا ہے۔ اگر ایک باپ شروع سے ہی اپنے بچوں کو ان تمام کاموں میں اپنے ساتھ شامل کرے گا تو بچوں میں بھی شوق پیدا ہو گا اور وہ پورے اعتماد کے ساتھ ان تمام کاموں کو کرنے والے ہوں گے۔

والدین خاص طور پر باپ کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں میں انصاف کا معاملہ رکھیں۔ سب بچوں سے ان کا تعلق ایک جیسا ہو۔ محبت اور شفقت کے معاملے میں بچوں میں فرق نہ کریں۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کچھ باپ بیٹیوں کی نسبت بیٹوں کے ساتھ زیادہ اچھا تعلق رکھتے ہیں یا بعض اوقات بیٹیوں کے زیادہ لاڈ اُٹھائے جا رہے ہوتے ہیں، جو سراسر ناانصافی ہے اور اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ والد کو انصاف کے ساتھ اپنے بچوں کے درمیان تعلق کو قائم رکھنا چاہیے تاکہ اس وجہ سے بچوں کے اعتماد میں کوئی کمی نہ آئے۔ اگر بچوں کو گھر میں ایسی کسی پریشانی کا سامنا نہیں ہو گا تو وہ معاشرے میں ایک پُر اعتماد شخصیت بن کر سامنے آئیں گے۔

ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے لیے بہت زیادہ دعائیں کریں اور خود بھی ہمیشہ سیدھے راستے پر رہیں اور ماں اور باپ دونوں کو چاہیے کہ بچپن ہی سے اپنے بچوں کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں کیونکہ یہی ایک خوبی ہے جس کے ہونے سے بچہ کبھی بھی کوئی بھی غلط کام نہیں کرے گا حتّٰی کہ اگر کسی کی غیر موجودگی میں بھی اس نے اگر کوئی کام کیا ہو گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کے ڈر سے جھوٹ نہیں بولے گا۔ خدا تعالیٰ نے باپ کی دعا کو قبولیت کی نوید سنائی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ۔

”تین دعائیں بلاشبہ قبول ہوتی ہیں ایک مظلوم کی دعا دوسرا مسافر کی دعا اور تیسرا باپ کی بیٹے کے لیے کی گئی دعا۔“

(ترمذی کتاب الدعوات، باب ماذکر فی دعوۃ المسافر)

گھر میں باپ چونکہ کما کر لانے کا ذمہ دار ہے اس وجہ سے وہ زیادہ وقت گھر سے باہر بھی ہو سکتا ہے۔ اس حالت میں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ جب گھر واپس آئے تو اپنے گھر میں دوستانہ ماحول کو قائم رکھے اور اپنے گھر سے باہر کے مسائل کو گھر سے باہر رکھے اور اپنی فیملی اور گھر والوں کے درمیان ان مسائل کی وجہ سے کسی بھی طرح کی پریشانی اور دقت کو نہ آنے دے۔ اگر بچوں کے دل میں باپ کا خوف ہو گا تو اس خوف کی وجہ سے بچے اپنے باپ کے ساتھ کئی باتیں نہیں کر سکیں گے جہاں ان کو باپ کی طرف سے مدد اور ہدایت کی ضرورت ہو گی۔ اس لیے ایک باپ کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ایک اچھا دوستانہ اور احترام کا رشتہ قائم رکھے تاکہ بچے اپنے باپ سے کسی بھی طرح کی بات کرنے سے نہ ہچکچائیں اور کسی بھی پریشانی میں مدد لینے کے لیے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا محسن نہ سمجھیں۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا تعلق بھی اپنے بچوں سے بہت ہی پیار اور شفقت سے بھرپور تھا۔ جب بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے ملنے آتیں تو آپ ﷺ ہمیشہ ان کے ساتھ بہت عزت اور احترام سے پیش آتے۔ ایک حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اَكْرِمُوا اَوْلَادَكُمْ وَاَحْسِنُوا اَدَبَهُمْ۔

اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو

(سنن ابن ماجہ ابواب الادب، بحوالہ چالیس جواہر پارے صفحہ 54)

جو اپنے بچوں کے ساتھ شروع سے ہی عزت سے پیش آتے ہیں ان کے بچے بھی بڑے ہو کر ان کی عزت کرتے ہیں اور باہر دوسروں کی بھی عزت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ آگے نسل در نسل چلتا رہتا ہے اس لیے بچوں کو معمولی اور حقیر سمجھ کر بے وجہ جھڑکنا نہیں چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو ان سے عزت کا سلوک کرنا چاہیے۔

بچوں کی تربیت میں معاشرے کا کردار:

بچوں کی تربیت میں گھر میں ان کے والدین کے علاوہ ارد گرد کا ماحول، ان کے دوست اور معاشرے کا بہت اہم کردار ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم ایک اسلامی ملک میں رہتے ہیں تو بچوں کے کانوں میں پانچ وقت اذان کی آواز گونجتی ہے۔ جب بچے کے ارد گرد سب لوگ نماز بروقت ادا کر رہے ہوں گے، رمضان کے مہینے میں روزے رکھ رہے ہوں گے تو بچہ قدرتی طور پر اپنے ماحول سے اثر قبول کرنا شروع کر دے گا۔ اذان کی آواز سن کر وہ بھی نماز پڑھنے کا عادی ہو جائے گا اور اگر مسجد میں سب بچے نماز پڑھنے جارہے ہیں تو وہ بھی ان کو دیکھ کر شوق شوق میں نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے چلا جائے گا۔ اسی طرح ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں ہمارے بچے بھی وہاں سے بہت اثر قبول کرتے ہیں۔ جیسے یہاں برٹش ماحول میں رہ کر میرے بچے وقت کی پابندی سیکھ رہے ہیں، وہ لوگوں کو ان کے مذہب اور ان کے رنگ کی بنا پر نہیں پرکھتے۔ ان کے لیے لوگوں کی اپنی ویلیوز زیادہ اہم ہیں۔ ٹریفک کے قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ یہاں پر پلنے والے بچوں کو اپنے حقوق کا بھی پتہ ہے۔ خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس معاشرے میں بہت سی برائیاں بھی ہیں جنہیں دیکھ کر ہمیں خوف آتا ہے کہ ہمارے بچے ان برائیوں کو نہ اپنائیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اگر بچوں کو سکول کالج میں اچھی صحبت نہ ملے تو وہ بچے نشے اور شراب نوشی میں پڑ جاتے ہیں۔ مذہب کی آزادی کو دیکھ کر بعض بچیاں پردہ کرنا ترک کر دیتی ہیں۔ انہیں لگتا ہے کہ اگر وہ پورے کپڑے پہنیں گی تو ماڈرن نہیں لگیں گی یا لوگ اس کو پڑھی لکھی نہیں سمجھیں گے۔

مغرب کے معاشرے میں جہاں مذہب سے دوری، اخلاقی برائیاں اور جنسی بے راہروی کو دیکھ کر خوف آتا ہے کہ ہمارے بچے کہیں یہ اثر قبول نہ کرلیں۔ مغرب میں جہاں کھلے عام سڑکوں میں اور بسوں میں بچوں کو غیر اخلاقی مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں ان کے برے اثرات سے ہمارے بچوں کو صرف دعائیں ہی بچا سکتی ہیں۔ ایک معاشرہ بچے کی اخلاقیات پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ نیز ایک بچہ اپنے ماں باپ اور معاشرے سے سیکھ کر ہی ایک مکمل انسان بنتا ہے۔ ایک احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اپنے بچوں کی تربیت کرنے کے لیے ان تمام مشکلات اور چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم یہ تو نہیں کر سکتے کہ بچوں کو گھر میں بند کر دیں تاکہ اس معاشرہ، یا کسی بھی معاشرہ کے بد اثرات سے بچا لیں لیکن دوستانہ ماحول میں رہتے ہوئے ان کو ایک مکمل اسلامی معاشرہ کا ضرور تعارف کرواسکتے ہیں۔ وہ اسلامی معاشرہ کیا ہے؟ وہ اسلامی معاشرہ ہماری جماعت ہے اور اس کے پروگرامز ہیں۔ ہم صرف اور صرف اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں جب ہم اپنی جماعت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کرنے والے ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور ہر وقت اپنی اولاد کے نیک اور صالح ہونے کے لیے دعائیں کرنے والے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خدا کے حضور ہم ان بچوں کے معاملے میں ہر لحاظ سے سرخرو ہوں۔ آمین ثم آمین

اپنی اولاد اور والدین کے لیے دعا

حضرت ابن جریج کہا کرتے تھے کہ ابراہیمی امت ہمیشہ عبادت پر قائم رہی علامہ شعبی کہتے تھے کہ حضرت نوح اور ابراہیم علیہ السلام نے عام مومن مردوں اور عورتوں کی بخشش کی جو دعا کی ہے اس سے جتنی خوشی مجھے ہوتی ہے وہ دنیا جہان کے مال و دولت ملنے سے بھی نہ ہوتی۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد 4 صفحہ 46)

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۱﴾
رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۲﴾

اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔
اے ہمارے ربّ! مجھے بخشش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہو گا۔

(سورۃ ابراہیم: 41-42۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

دنیا میں تیزی سے پھیلتے ہوئے ہم جنس پرستی کے رجحانات
مذہب اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں

(ریحانہ صدیقہ بھٹی۔Newcastle)

اگر ہم دنیا کی موجودہ حالت کا جائزہ لیں تو یہ احساس ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ انسان ہی نے خدا کی بنائی اس خوبصورت دنیا کو نقصان پہنچایا ہے، کبھی ارادی اور کبھی غیر ارادی طور پر۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی نے ترقی تو کی، لیکن اس کے ساتھ انسان میں ایک بغاوت اور سرکشی کا جذبہ بھی پیدا ہو گیا یہاں تک کہ وہ قوانین قدرت کی خلاف ورزی کرنے میں فخر محسوس کرنے لگا۔ کلوننگ اور جنیٹک انجینئرنگ کی بعض شاخیں اس کی مثال ہیں۔ ہم جنس پرستی بھی ایسا ہی ایک غیر فطری رجحان ہے جسے آجکل مغربی معاشرے میں خصوصاً اور دنیا بھر میں عموماً پزیرائی دی جارہی ہے۔

خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی واضح طور پر ممانعت فرمائی ہے اور فرمایا ہے:

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

اور ہر چیز میں سے ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

(سورۃ الذاریات:50۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جنسی تعلقات کا مقصد بھی بیان فرمایا ہے، چنانچہ سورۃ الاعراف آیت 190 میں آتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

یعنی: وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس کی طرف تسکین کی خاطر مائل ہو۔ پھر جب اس نے اسے ڈھانپ لیا تو اس نے ایک ہلکا سا بوجھ اٹھالیا۔ پھر وہ اسے اٹھائے ہوئے چلنے لگی۔ پس جب وہ بوجھل ہو گئی تو ان دونوں نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اگر تُو ہمیں ایک صحت مند (بیٹا) عطا کرے تو یقیناً ہم شکر ادا کرنے والوں میں سے ہوں گے۔

(سورۃ الاعراف:190۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

اس آیت میں خداتعالیٰ نے جنسی تعلقات کا اصل مقصد اور اس کی تفصیل بیان فرمادی ہے۔ یعنی جنسی تعلقات کا اصل مقصد افزائش نسل ہے، جبکہ خداتعالیٰ نے سکینت بھی اس میں اضافی طور پر رکھ دی تاکہ افزائش نسل کی بھاری اور اہم ذمہ داری کو نبھانے کے لیے مرد اور عورت ایک دوسرے کا ساتھ دے سکیں۔

لیکن نام نہاد جدت پسندی کی دلدل میں دھنستی ہوئی نسل انسانی نے اصل مقصد کو ایک طرف پھینکتے ہوئے، محض لذت کا حصول ہی اپنا مقصدِ حیات قرار دے دیا اور اس کے لیے نت نئے طریقے تلاش کرتے ہوئے ہم جنس پرستی کی گہری کھائی میں جا گرے ہیں اور اب حالت یہ ہے کہ ہم جنس پرستی ایک عفریت (☆) کی طرح اس دنیا کو اپنے نرغے میں گرفتار کرتی جارہی ہے۔

قرآن میں ہم جنس پرستی کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر اس بے حیائی کو منع فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ النساء (16-17) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِى الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۶﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں سے وہ جو بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں ان پر اپنے میں سے چار گواہ بنالو۔ پس اگر وہ گواہی دیں تو ان کو گھروں میں روک رکھو یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا ان کے لیے اللہ کوئی (اور) رستہ نکال دے۔ اور تم میں سے وہ دو مرد جو اس (بے حیائی) کے مرتکب ہوئے ہوں انہیں (بدنی) سزا دو۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان سے اِعراض کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء:16-17۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

[(☆) مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 61 پر دیکھیں]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس بے حیائی کا ذکر فرمایا ہے جسے آج کل Gay اور Lesbian یا ایسے ہی دوسرے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

- اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس عورت پر ایسے الزامات لگیں اس کے متعلق چار گواہ کرلیا کرو جبکہ مردوں کے متعلق چار گواہ کی بات نہیں کی گئی۔ یہ عورتوں کی عصمت کی حفاظت اور انھیں جھوٹے الزام سے بچانے کے لیے ہے اور جیل بھیجنے کا حکم بھی نہیں دیا کیونکہ یہ انھیں اور بھی زیادہ برباد کردے گا۔
- اور مردوں کو یہ اجازت نہیں دی کہ ایسی عورتوں کو گھروں سے نکال دیں، یعنی ایسا جرم بھی قرار نہیں دیا جس کے نتیجے میں طلاق وارد ہو جائے۔ اس لیے سزا کے طور پر فرمایا کہ ان کے گھروں سے اکیلے نکلنے پر پابندی رکھو، اکیلا باہر نہ پھرنے دو تاکہ یہ بے حیائی معاشرے میں نہ پھیلے، کیونکہ یہ ایسی بیماری ہے جو متعدی بیماری بن سکتی ہے۔
- عورتوں پر زیادہ احتیاط اس لیے کی گئی کیونکہ ایسے معاشرے میں، جہاں پردہ بھی رائج ہو، عورتیں ایسی بات کو چھپا لینے کا زیادہ امکان رکھتی ہیں اور عورت کا عورت کے پاس جا کر گھر میں بیٹھنا عموماً زیادہ معیوب نہیں سمجھا جاتا جتنا مردوں کا مردوں کے پاس جا بیٹھنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے قران کریم نے اس مسئلے پر بہت احتیاط فرمائی ہے۔
- مردوں پر چونکہ گھر چلانے کی ذمہ داری ڈالی ہے اس لیے انھیں گھروں میں رکھنے کا ارشاد نہیں فرمایا تاکہ گھر چلانے کی ذمہ داری پوری کرتے رہیں۔ اس لیے ان کے لیے بدنی سزا دینے کا حکم ہے لیکن بدنی سزا حسبِ حالات مقرر ہو سکتی ہے اور جس طرح سورۃ النور میں زنا کی سزا کے تعلق میں کوڑوں کی تعداد بیان فرمائی گئی ہے، اس کا یہاں ذکر نہیں ہے۔
- اور جب تک ایسے افراد کے متعلق یہ پتہ نہ ہو کہ توبہ کریں گے اور اصلاح کریں گے، ان کی نگرانی رکھنی ہے۔ کیونکہ اس آیت کا اگلا حصہ بتاتا ہے کہ ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ جرم پکڑا گیا ہے اور انھوں نے کہہ دیا کہ "ہم توبہ کرتے ہیں" تو ان کو معاف کردو۔ جو جرم پکڑا گیا ہے اس کی سزا تو ملے گی۔ اس کے بعد اگر وہ توبہ کرتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ اپنی اصلاح کریں گے تو پھر ان سے اعراض کرو۔ پھر ان کو بار بار اپنی نظر میں رکھ کر یا کسی اور پابندی کے ساتھ تنگ نہ کرو۔

(خلاصہ از ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 52
بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ۔ 44 منٹ)

درج بالا آیات میں خدا تعالیٰ نے ہم جنس پرستی کی ممانعت اور اس کی سزا کے بارے میں تفصیل بیان فرمادی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس بے حیائی میں مبتلا قومِ لوط اور ان کے انجام کا بھی ذکر فرماتا ہے۔ چنانچہ سورۃ الاعراف آیت 85 میں حضرت لوطؑ کی قوم کے انجام کے بارے میں فرماتا ہے:

وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا‌ ؕ فَانْظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ۔

اور ہم نے ان پر ایک قسم کی بارش برسائی پس دیکھ کہ مجرموں کا کیسا انجام ہوتا ہے۔

(سورۃ الاعراف: 85۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"یہاں بارش سے مراد پتھروں کی بارش ہے۔ یا تو کوئی زلزلہ آیا ہے بہت بڑا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوئے ہیں اور اس زلزلے کی طاقت سے ان پر وہ پتھر آکر گرے ہیں۔ اور بعض بڑے بڑے زلزلوں میں یہ ثابت شدہ بات ہے کہ کئی ہزار میل تک بھی اس زلزلے کے نتیجے میں پھٹنے والا مادہ اور پتھر دور دور جا کر گرتے ہیں جو ایک ہزار سے زائد میل تک کا تو قطعی طور پر ثبوت ملتا ہے۔"

(ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 90
بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ۔ 48 منٹ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ حضرت لوط علیہ السلام سے متعلق آیات کی تشریح کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

اس لیے یاد رکھیں کہ یہ جو آج کل بھی بیماری یورپ میں بہت پھیل رہی ہے اور امریکہ میں بھی، اس کے نتیجے میں وہ دو بستیاں ہلاک کر دی گئی تھیں جن میں یہ لوگ بستے تھے۔

(ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 90
بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ۔ 39 منٹ)

بائبل میں ہم جنس پرستی کی ممانعت:

صرف قرآن میں ہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کی تعلیمات میں بھی اس کی ممانعت ہے۔ چنانچہ بائبل کی کتاب احبار (Leviticus) آیت 18:22 میں آتا ہے:

"تمھیں کسی آدمی کے ساتھ اُس طرح جنسی تعلقات نہیں کرنا چاہیے جیسا کسی عورت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ بھیانک گناہ ہے۔"

مغربی ممالک میں بسنے والے افراد کی اکثریت خود کو عیسائی مذہب کی طرف منسوب کرتی ہے اور یہاں رہنے والے لوگ خواہ عیسائی ہوں، کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتے ہوں یالا مذہب ہوں ان کی شادیوں کا اندراج چرچ میں ہی ہوتا ہے۔ جبکہ ان ممالک کے قوانین میں ہم جنس پرستوں کی شادیوں کی بھی اجازت ہے۔ اور پادری ایسے جوڑوں کی بھی شادیاں کرواتے ہیں جو ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہوں اور بائیبل کے اس واضح حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

ہم جنس پرستوں میں بیماریوں کے خطرات:

یہ تو تھیں وہ سب تعلیمات جو خدا تعالیٰ نے ہم جنس پرستی کے متعلق بیان فرمائیں، لیکن خدا تعالیٰ کی بیان فرمودہ تعلیمات کے پیچھے گہری اور پر حکمت وجوہات بھی ہوتی ہیں۔ مختلف تحقیقات سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ ہم جنس پرستی انسانوں میں خطرناک بیماریوں کی وجہ بھی بنتی ہے۔ مارچ 2024 میں چھپنے والی ایک ریسرچ کے مطابق HIV سے متاثر ہونے والے لوگوں میں سب سے زیادہ تعداد ہم جنس پرست مردوں کی ہے۔ اس تحقیق میں ایسے افراد کو احتیاطی تدابیر کے طور پر ایک یہ بھی مشورہ دیا گیا ہے کہ ایک ہی ساتھی تک محدود رہنا ایچ۔آئی۔وی کے خطرے کو کم کر سکتا ہے۔ جبکہ ایک ساتھی تک محدود رہنے کا رجحان تو اس مغربی معاشرے میں قریباً ناپید ہی ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ جو بیماریاں ہم جنس پرست افراد میں ہونے کے خطرات زیادہ ہوتے ہیں ان میں آتشک، سوزاک، مقعد کا کینسر، سروئیکل کینسر اور اعضائے تناسل کا کینسر بھی شامل ہے۔ دل کے امراض، سگریٹ نوشی کی زیادتی، بریسٹ کینسر، موٹاپا اور کھانے پینے میں بے ضابطہ پن، ہیپاٹائٹس (بی، سی)، گلے کا سوزاک وغیرہ وہ بیماریاں ہیں جن کا تناسب ہم جنس پرستوں میں دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ دیکھنے میں آتا ہے۔

اس کے علاوہ ہم جنس پرستوں کی عمومی ذہنی صحت کی خرابی بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ ڈپریشن، بائی پولر ڈس آڈر اور بے چینی جیسے مسائل بھی ہم جنس پرست افراد میں دوسرے لوگوں سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔

https://hivinfo.nih.gov/understanding-hiv/fact-sheets/hiv-and-gay-and-bisexual-men#:~:text=Of%20all%20new%20HIV%20diagnoses,of%20being%20exposed%20to%20HIV

پمپائے:

تاریخ نے ایک ایسے شہر کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر رکھا ہے جس کے رہنے والوں میں ہم جنس پرستی کا رجحان عام تھا۔ پمپائے، اٹلی کا ایک شہر۔ یہ اگست 79ء عیسوی (یعنی آج سے 1945 سال قبل) کی ایک دوپہر کا ذکر ہے، جب پمپائے سے قریبا24 کلو میٹر دور واقع ایک آتش فشاں پہاڑ نے لاوا اگلنا شروع کیا۔ یہ لاوا اس شدت، کثرت اور تیزی سے پھوٹا کہ پمپائے کے مکینوں کو جان بچانے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ اس شہر اور اس کی بڑی آبادی اس آتش فشاں کے ملبے میں 19 فٹ نیچے ہمیشہ کے لیے دب گئی۔ وہاں کے آرٹ اور محفوظ آثار سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہاں کی اکثریت میں ہم جنس پرستی کا رجحان عام تھا۔ اس سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ اگر خدا نے کسی بستی کو تباہ کرنا ہو تو اسے بس "کن" کہنے کی دیر ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کو گزرے تین ہزار سال سے زائد عرصہ ہو گیا، جبکہ پمپائے کی بربادی کو ابھی دو ہزار سال بھی نہیں ہوئے، لیکن ان دونوں قوموں کے انجام کی مماثلت دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید خدا تعالیٰ ہم جنس پرست اقوام کو اسی طرح سزا دیا کرتا ہے۔ واللہ اعلم

خدا تعالیٰ ابن آدم کو ہدایت عطا فرمائے اور خدا کے بنائے قوانین کا احترام کرنے کی توفیق دے۔ اور تمام افراد جماعت کو ان برائیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

پمپائے
https://www.history.com/topics/ancient-rome/pompeii

سوشل میڈیا کے فوائد و نقصانات

(عالیہ بشریٰ-Roehampton)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تا کہ وہ اس کے دیے گئے انعامات کا شکر ادا کریں اور اُس کا مثبت استعمال کریں۔ آج کل کے ایجادات کے دَور میں سوشل میڈیا کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ یہ ایک ایسا آلہ ہے جو لوگوں کے لیے اظہارِ رائے، تبادلہ خیال، تصویر اور ویڈیو کو شئیر کرنے میں مددگار ہے۔ اس کے ذریعہ سے پوری دُنیا گلوبل ویلیج بن گئی ہے۔ آپ کہیں بھی چلے جائیں، سکول، گھر، بازار، دوستوں یا رشتہ داروں کے ہاں، سب اس سوشل میڈیا کے سحر میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ ہر عمر اور ہر طبقے کے لوگ اس کے زیرِ اثر ہیں۔ چند سال پہلے کبھی ہمارے ذہن نے اس بارے میں تصوّر بھی نہیں کیا تھا۔ بقول شاعر

> آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
> محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
>
> (علامہ محمد اقبال)

اگر اس کے فوائد کی بات کی جائے تو وہ اَن گنت ہیں۔ سب سے بڑھ کر علم حاصل کرنے، علم کی تلاش کرنے اور پھیلانے میں اس کا بہت بڑا کردار ہے۔ ہم کچھ ہی منٹوں میں گوگل کے ذریعے معلومات کے ایک جہان میں پہنچ جاتے ہیں، اِس لیے بھی اس کی مقبولیت میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ پھر مذہبی تعلیم کی ترویج کے لیے تعمیری ذریعہ ہے۔ ایک اور بہت بڑا فائدہ انسانوں کے آپس میں رابطہ کی آسانی ہے، نہ صرف رابطہ، بلکہ اُن کو براہِ راست سکرین پر دیکھ کر بات بھی کر سکتے ہیں وہ بھی آسانی سے اور کم قیمت میں۔ یہ اپنے پیاروں سے جُڑنے کا بہترین پلیٹ فارم ہے۔

پھر کاروباری میدان سوشل نیٹ ورک سائٹس سے بہت فائدہ اُٹھاتا ہے۔ مختلف کمپنیاں اپنے ممکنہ کلائنٹس اور کاروباری روابط قائم کرنے کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال کرتی ہیں جس سے قیمتی وقت کی بچت ہوتی ہے۔ یہ اپنی مصنوعات کو فروغ دینے کا اہم ذریعہ بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ تفریح حاصل کرنے کے بھی مواقع میسر آتے ہیں۔

دوسری طرف بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب سوشل میڈیا نہ تھا تو بہت سکُون کا دَور تھا۔ یہ مصنوعی دُنیا اور مکر و فریب کا پلندہ ہے۔ اس سے ذہنی اور جسمانی سکون تباہ ہو رہا ہے۔ بقول شاعر:

> ہے دِل کے لیے مَوت مشینوں کی حکومت
> احساسِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات
>
> (علامہ محمد اقبال)

بعض کے خیال میں اس سے لوگوں کے رابطے جسمانی طور پر کم ہو گئے ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے بس پیغام لکھا اور جان چھوٹ گئی اور رشتوں کا فرض ادا ہو گیا۔ اگر سوشل میڈیا کی چمک دمک میں کھو جائیں تو بعض نادان اپنی اہم اور لازمی عبادت کے فرض کو بھی پس پُشت ڈال دیتے ہیں۔ پھر اس سوشل میڈیا کے ذریعہ سے جھوٹ کا بازار گرم ہوتا ہے۔ جعلی خبروں کی وجہ سے ذہنی کوفت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سائبر کرائم کا بھی ڈر لگا رہتا ہے۔ پھر نا سمجھ اور نوجوان طبقہ اس پر بیٹھ کر وقت اور صحت برباد کرتا ہے۔ یہ نشہ کی طرح اُن کو جکڑ لیتا ہے۔ پھر اس کے ذریعے جو بُرائیاں معاشرے میں پھیلتی ہیں ان میں سے اکثر تو ایسی ہیں جو اسلام کے نزدیک بُرائیاں ہیں مگر مغربی ممالک میں ان کو بُرائی سمجھا بھی نہیں جاتا۔ الغرض ہر چیز کے کچھ مثبت پہلو ہوتے ہیں کچھ منفی۔ کوئی بھی چیز بذاتِ خود بُری نہیں ہوتی بلکہ اس کا استعمال اسے صحیح یا غلط بناتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک احمدی سے یہ توقع رکھی ہے کہ ہر قسم کے جھوٹ، زنا، بد نظری، لڑائی جھگڑا، ظلم، خیانت، فساد اور بغاوت سے ہر صورت بچیں گے۔ حیا کے معیار بلند کریں گے اور دوسروں کی اندھا دھند فیشن کی تقلید سے بچیں گے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بدیوں سے پہلو اپنا، بچاتے رہو مدام
تقویٰ کی راہیں طے ہوں بعجلت خُدا کرے
دجّال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو
حاصل ہو تُم کو ایسی ذہانت خدا کرے
(کلام محمود۔ صفحہ نمبر 253)

ہم اس لحاظ سے بہت خوش نصیب ہیں کہ ہمیں وقتاً فوقتاً امام وقت کی راہنمائی بھی حاصل ہوتی رہتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بار ہا سوشل میڈیا کے دانش مندانہ استعمال کے ذریعہ احمدی نسلوں کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی تربیت کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

”بُرائیوں میں سے آج کل ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی بعض بُرائیاں بھی ہیں۔ اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لیے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا توٹی وی دیکھتے رہے یا اِنٹرنیٹ پر بیٹھے اپنے پروگرام دیکھتے رہے۔ نتیجتاً صبح آنکھ نا کھلی۔ بلکہ ایسے لوگوں کی توجہ بھی نہیں ہوتی کہ صبح نماز کے لیے اُٹھنا ہے۔۔۔ لیکن شیطان صرف ایک دنیاوی پروگرام کے لالچ میں نماز سے دور لے جاتا ہے اور اِس کے علاوہ انٹرنیٹ بھی ایک ایسی چیز ہے جس میں مختلف قسم کے پروگرام ہیں پھر ایپلی کیشنز (Applications) ہیں فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ (iPad) کے ذریعہ سے، اِن میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے اس پر پہلے اچھے پروگرام دیکھتے ہیں کئی گھروں میں اس لیے بے چینی ہے کہ بچوں اور بیوی کے حق ادا نہیں ہو رہے اس لیے کہ مرد رات کے وقت ٹی وی اور انٹرنیٹ پر بے ہودہ پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ پس ایک احمدی گھرانے کو ان تمام بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔“
(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 مئی 2016ء بمقام سویڈن مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 10 جون 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلائے۔ آمین۔

سوشل میڈیا کے ذریعہ اچھائیوں کے ساتھ ساتھ بہت سی برائیاں بھی دنیا میں پھیل رہی ہیں اس لئے ہماری لجنہ اور ناصرات کو اسے محتاط طریقے سے استعمال کرنا چاہئے۔ اور اس سلسلہ میں مختلف مواقع پر میں نے جو ہدایات دی ہیں انہیں لجنہ مرکزیہ اس کتاب میں یکجا کر کے شائع کر رہی ہے۔ آپ سب کو چاہئے کہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

تربیتِ اولاد کے 26 گُر

بیان فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب منہاج الطالبین میں تربیتِ اولاد کے مندرجہ ذیل طریق بیان فرمائے ہیں:

(1) بچہ کے پیدا ہونے پر سب سے پہلے تربیت اذان ہے۔

(2) یہ کہ بچہ کو صاف رکھا جائے۔ پیشاپ پاخانہ فوراً صاف کر دیا جائے۔۔۔ جو بچہ صاف نہ رہے اس میں صاف خیالات کہاں سے آئیں گے۔ اگر بچہ ظاہر میں صاف ہو تو اس کا اثر اس کے باطن پر پڑے گا اور اس کا باطن بھی پاک ہو گا۔ کیونکہ غلاظت کی وجہ سے جو گناہ پیدا ہوتے ہیں اُن سے بچا رہے گا۔ یہ بات طب کی رو سے ثابت ہو گئی ہے کہ بچہ میں پہلے گناہ غلاظت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جب بچہ کا اندام نہانی صاف نہ ہو تو بچہ اسے کھجلاتا ہے۔ اس سے وہ مزہ محسوس کرتا اور اس طرح اُسے شہوانی قوت کا احساس ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ کو صاف رکھا جائے اور جوں جوں وہ بڑا ہو اُسے بتایا جائے کہ ان مقامات کو صفائی کے لیے دھونا ضروری ہوتا ہے، تو وہ شہوانی بُرائیوں سے بہت حد تک محفوظ رہ سکتا ہے۔ یہ تربیت بھی پہلے دن سے شروع ہونی چاہیے۔

(3) غذا بچہ کو وقت مقررہ پر دینی چاہیے۔ اس سے بچہ میں یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ خواہشات کو دبا سکتا ہے اور اس طرح بہت سے گناہوں سے بچ سکتا ہے چوری، لوٹ کھسوٹ وغیرہ بہت سی برائیاں خواہشات کو نہ دبانے کی وجہ سے ہی ہوتی ہیں۔ کیونکہ ایسے انسان میں جذبات پر قابو رکھنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب بچہ رویا ماں نے اسی وقت دودھ دے دیا۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ مقررہ وقت پر دودھ دینا چاہیے۔ اور بڑی عمر کے بچوں میں یہ عادت ڈالنی چاہیے کہ وقت پر کھانا دیا جائے۔ اس سے یہ صفات پیدا ہوتی ہیں:

1. پابندی وقت کا احساس
2. خواہش کو دبانا
3. صحت
4. مل کر کام کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسے بچوں میں خود غرضی اور نفسانیت نہ ہو گی۔ جبکہ وہ سب کے سب ساتھ مل کر کھانا کھائیں گے۔
5. اسراف کی عادت نہ ہو گی۔ جو بچہ ہر وقت کھانے کی چیزیں لیتا رہتا ہے وہ ان میں سے کچھ ضائع کرے گا، کچھ کھائے گا لیکن اگر مقررہ وقت میں مقررہ مقدار میں اسے کھانے کی چیز دی جائے گی تو وہ اس میں سے کچھ ضائع نہیں کرے گا۔ پس اس طرح بچہ میں تھوڑی چیز استعمال کرنے اور اسی سے خواہش کے پورا کرنے کی عادت ہو گی۔
6. لالچ کا مقابلہ کرنے کی عادت ہو گی۔ مثلاً بازار میں چلتے ہوئے بچہ ایک چیز دیکھ کر کہتا ہے۔ یہ لینی ہے۔ اگر اُس وقت اُسے نہ لے کر دی جائے تو وہ اپنی خواہش کو دبا لے گا۔ اور پھر بڑا ہونے پر کئی دفعہ دل میں پیدا شدہ لالچ کا مقابلہ کرنے کی اس کو عادت ہو جائے گی۔ اسی طرح گھر میں چیز پڑی ہو اور بچہ مانگے تو کہہ دینا چاہیے کہ کھانے کے وقت پر ملے گی۔ اس سے بھی اس میں یہ قوت پیدا ہو جائے گی کہ نفس کو دبا سکے گا۔

(4) بچہ کو مقررہ وقت پر پاخانہ کی عادت ڈالنی چاہیے۔ یہ اس کی صحت کے لیے بھی مفید ہے لیکن اس سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے اعضاء میں وقت کی پابندی کی حِسّ پیدا ہو جاتی ہے۔ وقت مقررہ پر پاخانہ پھرنے سے انتڑیوں کو عادت ہو جاتی ہے اور پھر مقررہ وقت پر ہی پاخانہ آتا ہے۔۔۔ تو بچہ کے لیے یہ بہت ضروری بات ہے۔ وقت پر کام کرنے والے بچے میں نماز، روزہ کی پختہ عادت پیدا ہو جاتی ہے اور قومی کاموں کو پیچھے ڈالنے کی عادت نہیں پیدا ہوتی۔ علاوہ ازیں بے جا جوش دب جاتے ہیں۔ کیونکہ بے جا جوش کا ایک بڑا سبب بے وقت کام کرنے کی عادت ہوتی ہے خصوصاً بے وقت کھانا کھانا۔ مثلاً بچہ کھیل کود میں مشغول ہوا۔ وقت پر ماں نے کھانا کھانے کے لیے بلایا مگر نہ آیا۔ پھر جب آیا تو ماں نے کہا ٹھہرو کھانا گرم کردوں۔ کیونکہ اسے اُس وقت بھوک لگی ہوئی ہوتی ہے اس لیے وہ روتا چلاتا اور بے جا جوش ظاہر کرتا ہے، کیونکہ وہ اُسی وقت کھانے کے لیے آتا ہے جب اس سے بھوک دبائی نہیں جاتی۔ اور اس لیے نہایت شور کرتا ہے۔

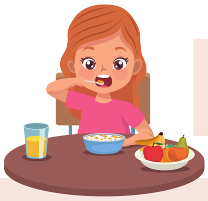

(5) اسی طرح غذا اندازہ کے مطابق دی جائے۔ اس سے قناعت پیدا ہوتی اور حرص دور ہوتی ہے۔

(6) قِسم قِسم کی خوراک دی جائے، گوشت، ترکاریاں اور پھل دیے جائیں کیونکہ غذاؤں سے بھی مختلف اقسام کے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ پس مختلف اخلاق کے لیے مختلف غذاؤں کا دیا جانا ضروری ہے۔ ہاں بچپن میں گوشت کم اور ترکاریاں زیادہ ہونی چاہئیں۔ کیونکہ گوشت ہیجان پیدا کرتا ہے اور بچپن کے زمانہ میں ہیجان (☆) کم ہونا چاہیے۔

(7) جب بچہ ذرا بڑا ہو تو کھیل کود کے طور پر اس سے کام لینا چاہیے۔ مثلاً یہ کہ فلاں برتن اُٹھالاؤ۔ یہ چیز وہاں رکھ آؤ۔ یہ چیز فلاں کو دے آؤ۔ اِسی قسم کے اور کام کرانے چاہئیں ہاں ایک وقت تک اسے اپنے طور پر کھیلنے کی بھی اجازت دینی چاہیے۔

(8) بچہ کو عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ اپنے نفس پر اعتبار پیدا کرے۔ مثلاً چیز سامنے ہو اور اُسے کہا جائے ابھی نہیں ملے گی۔ فلاں وقت ملے گی۔ یہ نہیں کہ چھپا دی جائے۔ کیونکہ اس نمونہ کو دیکھ کر وہ بھی اسی طرح کرے گا۔ اور اس میں چوری کی عادت پیدا ہو جائے گی۔

(9) بچہ سے زیادہ پیار بھی نہیں کرنا چاہیے۔ زیادہ چومنے چاٹنے کی عادت سے بہت سی برائیاں بچہ میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس مجلس میں وہ جاتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ پیار کریں۔ اس سے اس میں اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(10) ماں باپ کو چاہیے کہ ایثار سے کام لیں۔ مثلاً اگر بچہ بیمار ہے اور کوئی چیز اُس نے نہیں کھائی تو وہ بھی نہ کھائیں اور نہ گھر میں لائیں بلکہ اُس سے کہیں کہ تم نے نہیں کھائی اس لیے ہم بھی نہیں کھاتے۔ اس سے بچہ میں بھی ایثار کی صفت پیدا ہو گی۔

[(☆) مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 61 پر دیکھیں]

(11) بیماری میں بچہ کے متعلق بہت احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ بزدلی، خود غرضی، چڑچڑاہٹ جذبات پر قابو نہ ہونا اس قسم کی بُرائیاں اکثر لمبی بیماری کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ کئی لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو بلا بلا کر پاس بٹھاتے ہیں۔ لیکن کئی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی اُن کے پاس سے گزرے تو کہہ اُٹھتے ہیں۔ ارے دیکھتا نہیں، اندھا ہو گیا ہے۔ یہ خرابی لمبی بیماری کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ بیماری میں بیمار کو آرام پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اس لیے آرام پانا اپنا حق سمجھ لیتا ہے اور ہر وقت آرام چاہتا ہے۔

(12) بچوں کو ڈراؤنی کہانیاں نہیں سنانی چاہئیں۔ اِس سے اُن میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے انسان بڑے ہو کر بہادری کے کام نہیں کر سکتے۔ اگر بچہ میں بُزدلی پیدا ہو جائے تو اُسے بہادری کی کہانیاں سُنانی چاہئیں۔ اور بہادر لڑکوں کے ساتھ کھلانا چاہیے۔

(13) بچہ کو اپنے دوست خود نہ چننے دیے جائیں بلکہ ماں باپ چنیں اور دیکھیں کہ کن بچوں کے اخلاق اعلیٰ ہیں۔ اس میں ماں باپ کو بھی یہ فائدہ ہو گا کہ وہ دیکھیں گے کہ کن بچوں کے اخلاق اعلیٰ ہیں۔ دوسرے ایک دوسرے سے تعاون شروع ہو جائے گا کیونکہ جب خود ماں باپ بچہ سے کہیں گے کہ فلاں بچوں سے کھیلا کرو تو اس طرح ان بچوں کے اخلاق کی نگرانی بھی کریں گے۔

(14) بچہ کو اس کی عمر کے مطابق بعض ذمہ داری کے کام دیے جائیں تاکہ اس میں ذمہ داری کا احساس ہو۔ ایک کہانی مشہور ہے کہ ایک باپ کے دو بیٹے تھے۔ اس نے دونوں کو بُلا کر اُن میں سے ایک کو سیب دیا اور کہا کہ بانٹ کر کھالو۔ جب وہ سیب لے کر چلنے لگا تو باپ نے کہا جانتے ہو کس طرح بانٹنا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ باپ نے کہا۔ جو بانٹنے وہ تھوڑا لے اور دوسرے کو زیادہ دے۔ یہ سُن کر لڑکے نے کہا پھر دوسرے کو دیں کہ وہ بانٹے۔ معلوم ہوتا ہے اُس لڑکے میں پہلے ہی بری عادت پڑ چکی تھی لیکن ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو سمجھتا تھا کہ اگر ذمہ داری مجھ پر پڑی تو مجھے دوسرے کو اپنے پر مقدم کرنا پڑے گا۔ اس عادت کے لیے بعض کھیلیں نہایت مفید ہیں جیسے کہ فٹ بال وغیرہ۔ مگر کھیل میں بھی دیکھنا چاہیے کہ کوئی بُری عادت نہ پڑے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ اپنے بچے کی تائید کرتے ہیں اور دوسروں کے بچہ کو اپنے بچہ کی بات ماننے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس طرح بچہ کو اپنی بات منوانے کی ضد پڑ جاتی ہے۔

(15) بچہ کے دل میں یہ بات ڈالنی چاہیے کہ وہ نیک ہے اور اچھا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے کیا نکتہ فرمایا ہے کہ بچہ کو گالیاں نہ دو کیونکہ گالیاں دینے پر فرشتے کہتے ہیں ایسا ہی ہو جائے اور وہ ہو جاتا ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ فرشتے اعمال کے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ جب بچہ کو کہا جاتا ہے تُو بد ہے تو وہ اپنے ذہن میں یہ نقشہ جما لیتا ہے کہ مَیں بد ہوں اور پھر وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ پس بچہ کو گالیاں نہیں دینی چاہئیں بلکہ اچھے اخلاق سکھانے چاہئیں اور بچہ کی تعریف کرنی چاہیے۔ آج صبح میری لڑکی پیسہ مانگنے آئی۔ جب مَیں نے پیسہ دیا تو بایاں ہاتھ کیا۔ مَیں نے کہا یہ تو ٹھیک نہیں۔ کہنے لگی ہاں غلطی ہے پھر نہیں کروں گی۔ اسے غلطی کا احساس کرانے سے فوراً احساس ہو گیا۔

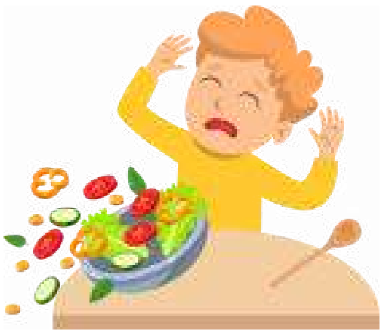

(16) بچہ میں ضد کی عادت نہیں پیدا ہونی چاہیے۔ اگر بچہ کسی بات پر ضد کرے تو اس کا علاج یہ ہے کہ کسی اور کام میں اُسے لگا دیا جائے اور ضد کی وجہ معلوم کر کے اُسے دور کیا جائے۔

(17) بچہ سے ادب سے کلام کرنا چاہیے۔ بچہ نقّال ہوتا ہے۔ اگر تم اُسے ’’تُو‘‘ کہہ کر مخاطب کرو گے۔ تو وہ بھی تُو کہے گا۔

(18) بچہ کے سامنے جھوٹ، تکبر اور ترش روئی وغیرہ نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ بھی یہ باتیں سیکھ لے گا۔ عام طور پر ماں باپ بچہ کو جھوٹ بولنا سکھاتے ہیں۔ ماں نے بچہ کے سامنے کوئی کام کیا ہوتا ہے مگر جب باپ پوچھتا ہے تو کہہ دیتی ہے میں نے نہیں کیا۔ اس سے بچہ میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ بچہ کی غیر موجودگی میں ماں باپ یہ کام کریں بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو ہر وقت اِن عیبوں سے نہیں بچ سکتے وہ کم سے کم بچوں کے سامنے ایسے فعل نہ کریں۔ تا مرض آگے نسل کو بھی مبتلا نہ کرے۔

(19) بچہ کو ہر قسم کے نشہ سے بچایا جائے۔ نشوں سے بچہ کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اس وجہ سے جھوٹ کی بھی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اور نشہ پینے والا اندھا دھند تقلید کا عادی ہو جاتا ہے۔ ایک شخص حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ دار تھا وہ ایک دفعہ ایک لڑکے کو لے کر آیا اور کہتا تھا اِسے بھی میں اپنے جیسا بنالوں گا۔ وہ نشہ وغیرہ پیتا اور مذہب سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے کہا تم تو خراب ہو چکے ہو اِسے کیوں خراب کرتے ہو۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ ایک موقع پر آپؓ نے اُس لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور اسے سمجھایا کہ تمہاری عقل کیوں ماری گئی ہے۔ اس کے ساتھ پھرتے ہو۔ کوئی کام سیکھو۔ آپؓ کے سمجھانے سے وہ لڑکا اُسے چھوڑ کر چلا گیا مگر کچھ مدّت کے بعد وہ ایک اور لڑکا لے آیا۔ اور آ کر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا۔ اَب اِسے خراب کرو تو جانوں۔ اُس کے نزدیک یہی خراب کرنا تھا کہ اُس کے قبضہ سے نکال دیا جائے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہتیرا اُس لڑکے کو سمجھایا اور کہا کہ مجھ سے روپیہ لے لو اور کوئی کام کرو۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ آخر آپؓ نے اُس شخص سے پوچھا اِسے تم نے کیا کہا ہے تو وہ کہنے لگا۔ اس کو میں نشہ پلاتا ہوں اور اس وجہ سے اس میں ہمت ہی نہیں رہی کہ میری تقلید کو چھوڑ سکے۔ غرض نشہ سے اقدام کی قوت ماری جاتی ہے۔ جھوٹ سب سے خطرناک مرض ہے کیونکہ اس کے پیدا ہونے کے ذرائع نہایت باریک ہیں اُس مرض سے بچہ کو خاص طور پر بچانا چاہیے۔ بعض ایسے اسباب ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ مرض آپ ہی آپ بچہ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ بچے کا دماغ نہایت بلند پرواز واقع ہوا ہے وہ جو بات سنتا ہے آپ ہی اس کی ایک حقیقت بنالیتا ہے۔ ہماری ہمشیرہ بچپن میں روز ایک لمبی خواب سُنایا کرتی تھیں۔ ہم حیران ہوتے کہ روز اِسے کس طرح خواب آجاتی ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ سونے کے وقت جو خیال کرتی تھیں وہ اُسے خواب سمجھ لیتی تھیں۔ تو بچہ جو کچھ سوچتا ہے اُسے واقعہ خیال کرنے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ اُسے جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اِس لیے بچہ کو سمجھاتے رہنا چاہیے کہ خیال اور چیز ہے اور واقعہ اور چیز ہے۔ اگر خیال کی حقیقت بچہ کے اچھی طرح ذہن نشین کر دی جائے تو بچہ جھوٹ سے بچ سکتا ہے۔

(20) بچوں کو علیحدہ بیٹھ کر کھیلنے سے روکنا چاہیے۔

(21) ننگا ہونے سے روکنا چاہیے۔

(22)بچوں کو عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنی غلطی کا اقرار کریں اور اس کے طریق یہ ہیں:
(1)اُن کے سامنے اپنے قصوروں پر پردہ نہ ڈالا جائے
(2)اگر بچہ سے غلطی ہو جائے تو اس سے اِس طرح ہمدردی کریں کہ بچہ کو یہ محسوس ہو کہ میرا کوئی سخت نقصان ہو گیا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ مجھ سے ہمدردی کر رہے ہیں اور اُسے سمجھانا چاہیے کہ دیکھو اس غلطی سے یہ نقصان ہو گیا ہے۔
(3)آئندہ غلطی سے بچانے کے لیے بچہ سے اس طرح گفتگو کی جائے کہ بچہ کو محسوس ہو کہ میری غلطی کی وجہ سے ماں باپ کو تکلیف اُٹھانی پڑی ہے۔ مثلاً بچہ سے جو نقصان ہوا ہو وہ اس کے سامنے اس کی قیمت وغیرہ ادا کرے اس سے بچہ میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ نقصان کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ کفارہ نہایت گندا عقیدہ ہے مگر میرے نزدیک بچہ کی اِس طرح تربیت کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔
(4)بچہ کو سرزنش(☆)الگ لے جا کر کرنی چاہیے۔

(23)بچہ کو کچھ مال کا مالک بنانا چاہیے۔ اس سے بچہ میں یہ صفات پیدا ہوتی ہے:
(1)صدقہ دینے کی عادت۔
(2)کفایت شعاری۔
(3)رشتہ داروں کی امداد کرنا۔ مثلاً بچہ کے پاس تین پیسے ہوں تو اُسے کہا جائے ایک پیسہ کی کوئی چیز لاؤ اور دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر کھاؤ۔ ایک پیسہ کا کوئی کھلونا خرید لو۔ اور ایک پیسہ صدقہ میں دے دو۔

(24)اِسی طرح بچوں کا مشترکہ مال ہو۔ مثلاً کوئی کھلونا دیا جائے تو کہا جائے۔ یہ تم سب بچوں کا ہے۔ سب اس کے ساتھ کھیلو۔ اور کوئی خراب نہ کرے۔ اِس طرح قومی مال کی حفاظت پیدا ہوتی ہے۔

(25)بچہ کو آداب و قواعد تہذیب سکھاتے رہنا چاہیے۔

[(☆)مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 61 پر دیکھیں]

(26) بچہ کی ورزش کا بھی اور اُسے جفاکش بنانے کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ بات دنیوی ترقی اور اصلاحِ نفس دونوں میں یکساں طور پر مفید ہے۔

اخلاق اور روحانیت کی جو تعریف میں اوپر بیان کر چکا ہوں اس کے مطابق وہی بچہ تربیت یافتہ کہلائے گا جس میں مندرجہ ذیل باتیں ہوں:

امر	معیار
(1) ذاتی طور پر بااخلاق ہو اور اس میں روحانیت ہو۔	پہلے امر کا معیار یہ ہے کہ (1) جب بچہ بڑا ہو تو امورِ شرعیہ کی لفظاً و عملاً و عقیدۃً پابندی کرے۔ (2) اس کی قوت ارادی مضبوط ہو تا آئندہ فتنہ میں نہ پڑے (3) اس کا اپنی ضروریاتِ زندگی کا خیال رکھنا اور جان بچانے کی قابلیت رکھنا۔ (4) اپنے اموال و جائیداد بچانے کی قابلیت کا ہونا اور اس کے لیے کوشش کرنا۔
(2) دوسروں کو ایسا بنانے کی قابلیت رکھتا ہو۔۔	دوسرے امر کا معیار یہ ہے: (1) اخلاق کا اچھا نمونہ پیش کرے۔ (2) دوسروں کی تربیت اور تبلیغ میں حصہ لے۔ (3) اپنے ذرائع کو ضائع ہونے نہ دے بلکہ انہیں اچھی طرح استعمال کرے جس سے جماعت و دین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔
(3) قانون سلسلہ کے مطابق چلنے کی قابلیت رکھتا ہو۔	تیسرے امر یعنی قانونِ سلسلہ کے مطابق چلنے کی طاقت رکھنے کا یہ معیار ہے: (1) اپنی صحت کا خیال رکھنے والا ہو۔ (2) جماعتی اموال اور حقوق کا محافظ ہو۔ (3) کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے دوسروں کے حقوق کو نقصان پہنچے۔ (4) قومی جزا اور سزا کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہو۔
(4) اللہ تعالیٰ سے خاص محبت رکھتا ہو جو سب محبتوں پر غالب ہو۔	چوتھے امر کا معیار یہ ہے: (1) کلام الٰہی کا شوق اور ادب ہو۔ (2) خدا تعالیٰ کا نام اُسے ہر حالت میں مؤدّب اور ساکن بنادے۔ (3) دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بکلی الگ ہو۔ (4) خدا کی محبت کی علامات اس کے وجود میں پائی جائیں۔

جیسی پرورش ویسا رحم

(صدیقہ سلطانہ-Oxford)

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

(بنی اسرائیل:25)

یہ ایک چھوٹی سی دعا ہے جو ہم اپنے بچوں کو بہت چھوٹی عمر سے یاد کرواتے ہیں جس کو، جب وہ اپنی توتلی سی زبان میں پڑھتے ہیں تو اور بھی پیارے لگتے ہیں۔ دل میں یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ ہمارے بچے ہمارے لیے دعا کریں، ہماری عزّت کریں اور جب وہ بڑے ہو جائیں تو اپنی مصروفیات کے باوجود ہم والدین کو وقت بھی دیں۔ یہاں تک کہ بعض اوقات کچھ والدین میں بچوں کی شادی، خاص طور پر بیٹوں کی شادی کے بعد یہ خواہش مزید شدّت اختیار کر جاتی ہے کہ ان کے بچے، اپنے بیوی بچوں سے، اگر زیادہ نہیں تو کم سے کم اتنا ہی وقت ہم والدین کو بھی دیں۔ ہم خود بھی اٹھتے بیٹھتے اپنے والدین کے لیے ان سے محبت کے اظہار اور االلہ تعالیٰ کا رحم اور توجہ حاصل کرنے کے لیے، یا پھر عادتاً ہی، باقی دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھتے رہتے ہیں۔

اسی سلسلے میں، کچھ دن پہلے میں اپنی بیٹی کو یہ دعا یاد کروا رہی تھی اور ساتھ ہی ترجمہ بھی پڑھتی جا رہی تھی۔ کبھی وہ میرے پیچھے دہراتی اور کبھی کھلونوں سے کھیلنے میں مصروف ہو جاتی۔ بار بار کی تکرار میں اس قرآنی دعا کا ایک لفظ میری سوچ میں اٹک گیا۔ اس چھوٹی سی دعا کے ایک چھوٹے سے لفظ نے مجھے، میرے خیالات کو، میری زندگی کے ماضی کو اور مستقبل کو جھنجوڑ کے رکھ دیا۔ اس لفظ نے میری سوچ کے ہر سفر کو یک دم بدل دیا، بالکل تہہ وبالا کر دیا۔ میں جو کوئی بھی اپنی طرف سے چھوٹی چھوٹی سی نیکی کر کے، اینٹ اینٹ کر کے جنت میں گھر کھڑا کر رہی تھی وہ ایک ہی لمحے میں جیسے ڈھیر ہی ہو گیا ہے۔ مجھے ایسے لگا جیسے میرے جسم میں سے جان ہی نکل گئی ہو۔ میں جہاں تھی وہیں سجدے میں گر گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور اللہ سے معافی مانگنے لگی۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں فنا ہو جاتی، میں نے سوچا کہ کاش میں کوئی ریت کا ذرہ ہوتی، خس و خاشاک کی طرح ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اڑتی پھرتی اور اسی طرح ایک دن ختم ہو جاتی۔ یا پھر اس کائنات کی کسی دور کی کہکشاں کا مدھم سا ستارہ ہوتی، اپنے اللہ کے حکم سے چلتی، پھر جلتی اور فنا ہو کر کہیں آسمانوں میں ہی امر ہو جاتی، کاش میں کچھ بھی ہوتی، بس میں ایک انسان ہو کر، ایک ہوش مند اور با اختیار انسان ہو کر، ایک ماں ہو کر قابلِ مؤاخذہ نہ ہوتی۔ اور میں اللہ سے اسکے رحم کی بھیک مانگتی رہی۔

وہ چھوٹا سا لفظ کیا ہے ؟ وہ چھوٹا سا لفظ "کما" ہے۔ اس دعائیہ آیت کا ترجمہ ہے کہ اے میرے رب تو ان پر رحم کر "جیسا" انہوں نے میرے بچپن کے زمانے میں میری پرورش کی۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد 5، صفحہ نمبر 115)

یعنی جیسی پرورش کی ہوگی ویسا ہی رحم ہوگا۔ یعنی کہ اگر میں نے بحیثیت ایک ماں، اپنے بچوں کی اچھی پرورش کی ہے تو رحم بھی اچھا ہوگا اور اگر پرورش ہی اچھی نہیں کی تو رحم کیسا؟ پھر مجھے اپنے بچوں پر کیے ہوئے تمام غصے اور غصے میں کہے ہوئے الفاظ بُرے لگنے لگے، میرے بچوں کی پرورش میں ہونے والی میری تمام کوتاہیاں واضح نظر آنے لگیں، اپنی خامیاں پھانس کی طرح چبھ کر تکلیف دینے لگیں کہ جب میرے بچے یہ دعا میرے لیے کریں گے تو میرے ساتھ کیسا رحم کا سلوک ہوگا؟

اسکے ساتھ ہی اپنے والدین کی ہماری تربیت اور پرورش میں کی جانے والی کوششیں اور ان تھک محنتیں مجھ پر عیاں ہونے لگیں اور ان کے لیے دعا نے ایک عجیب رنگ لے کر اس میں درد بھرا رس بھی گھول دیا۔ جو دعا میں پہلے اپنے والدین کے لیے کرتی تھی اب میرا دل چاہا کہ صرف " رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا " ہی کہوں۔ کیا ہوا، کیسے اور کیوں ہوا کو بس بھول جاؤں، "کما" کو بھول جاؤں اور ان کے لیے صرف رحم ہی مانگتی رہوں۔ اسی مضطرب دل، شکستہ خیال اور سوچی ہوئی آنکھوں سے جب میں نے تفاسیر کا رُخ کیا تو وہاں بھی اپنے آپ کو جواب دہ پایا۔ اللہ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کو جنہوں نے اس آیت کی تفسیر میں چھپے باریک نکات کھول کھول کر بیان کر دیے اور دو طرفہ رحم اور حقوق و فرائض کی اتنی خوبصورت تشریح بیان فرمائی کہ میں پھر سے جینے لگی اور میرے مضطرب دل کو جیسے قرار آگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"اس آیت میں یہ بھی اشارہ کر دیا کہ انسان بالعموم والدین کی ویسی خدمت نہیں کر سکتا۔ جیسی کہ ماں باپ نے اس کی بچپن میں کی تھی۔ اس لئے فرمایا کہ ہمیشہ دعا کرتے رہنا کہ اے خدا تو ان پر رحم کر۔ تا کہ جو کسر عمل میں رہ جائے دعا سے پوری ہو جائے۔ "ک" کے معنی تشبیہ کے بھی ہوتے ہیں۔ ان معنوں کی رو سے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ بڑھاپے میں ماں باپ کو ویسی ہی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کہ بچّہ کو بچپن میں۔"

(تفسیر کبیر ایڈیشن 2004، جلد 4، صفحہ نمبر 322)

اس قرآنی دعا کی مندرجہ بالا تفسیر کا تعلق اولاد سے ہے کہ اپنی پوری استعداد کے مطابق والدین کی خدمت کرنی چاہیے۔ اس میں انسان ہونے کے ناطے جو کسر رہ جائے وہ دعا سے پوری ہو جائے۔ جبکہ اسکے بعد جو حضور رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسکا تعلق بحیثیت والدین ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"والدین کے لئے یہ دُعا اس لئے بھی سکھائی گئی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا رہے گا اسے خود بھی اپنا فرض ادا کرنے کا خیال رہے گا۔"

(تفسیر کبیر ایڈیشن 2004، جلد 4، صفحہ نمبر 322)

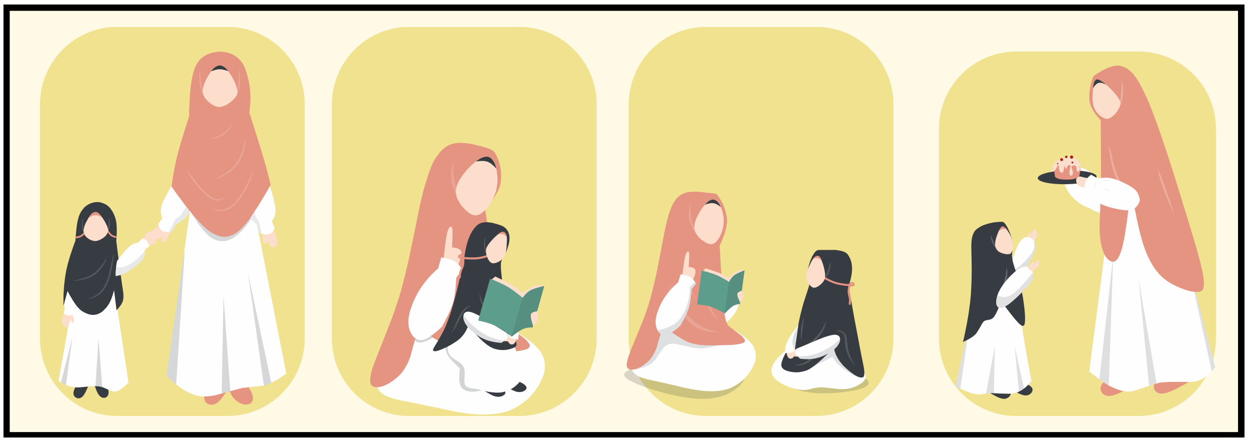

فرض تو شائد سب والدین ادا کر ہی رہے ہوتے ہیں۔ وہ فرض جو بغیر کسی کوشش کے فطری طور پر ادا ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ فرض جو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کا ایک قطرہ اپنی مخلوق کے دلوں میں ڈالا ہے، اسکی وجہ سے ظہور میں آ رہا ہوتا ہے۔ جیسے اپنے بچوں کے لیے رہنے کی جگہ کا انتظام کرنا۔ یہ احساس اللہ نے ایک چڑیا کے دل میں بھی ڈالا ہے کہ وہ انڈے دینے سے پہلے ایک محفوظ مقام پر اپنا گھونسلہ بناتی ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کے لیے گھر کا بندوبست کرتے ہیں تو اِسی فطری جذبہ کے تحت کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر باپ کما کر لاتا ہے اور ماں پکاتی ہے یا کسی مجبوری کے تحت ماں اور باپ دونوں کماتے ہیں تا کہ بچوں کی خوراک کا بندوبست ہو سکے تو یہ وہی رحمانیت کا قطرہ ہے جو جانوروں کے دل میں بھی موجود ہے جس کی وجہ سے جانور اپنے بچوں کے منہ میں خوراک ڈالتے ہیں اور پھر ان کے بڑے ہونے پر اسکو حاصل کرنا بھی سکھاتے ہیں۔ یا پھر ان کے ساتھ وقت گذارنا یا کھیلنا ہے۔ یہ بھی ایک فطری عمل ہے جو جانوروں میں بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ سب کر کے ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہیں؟ یہ سب تو فطرت کے تقاضے ہیں۔

اس دعا یعنی

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا

کے تحت اگر خدا کے رحم کو کھینچنا ہے تو مسلسل محنت کرنا ہو گی، سب سے پہلے اپنے نفس کا جائزہ لینا ہو گا، اور یہ جدوجہد اپنے بچوں کو بھی سکھانا ہو گی۔ یہ دنیا اُس چالاک بھیڑیے کی طرح ہے جس نے معصوم بھیڑ کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے۔ کیا کوئی اپنے "می ٹائم" کے لیے اپنے بچوں کو کسی بھیڑیے کے ساتھ بٹھا سکتا ہے، کہ تم تھوڑی دیر اسکا دل بہلاؤ میں "می ٹائم" کر لوں؟ بچوں کے ہاتھوں میں سکرین دینا وہ بھی انٹرنیٹ کے ساتھ بالکل ایسا ہی ہے۔

پھر ہم نے کرنا کیا ہے، جو ہم پر اچھا رحم ہو؟ سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔ ہر وقت دعا میں لگے رہنا ہے اور پھر اچھی پرورش کرنے کی پوری کوشش کرنی ہے۔ ہم نے بچوں کا ایک خدا سے زندہ تعلق پیدا کرنا ہے، ان کو نماز سکھانا، پھر پابندی سے پڑھنے کی عادت ڈالنا اور باجماعت نماز کے لیے مسجد پہنچانا ہے۔ خود روزے رکھنا اور ان کے دلوں میں روزے کی اہمیت بٹھانا، مالی قربانی کرنا اور ان کو بھی سکھانا، خود سچ بولنا اور بچوں کو بھی سچ بولنا سکھانا ہے۔ خلیفہ وقت سے محبت کرنا اور بچوں کو سکھانا، خود بھی دین کے لیے وقت قربان کرنا اور اپنے بچوں کو بھی دین کی خاطر قربانی دینا سکھانا، ہر وقت دعا کرتے رہنا اور بچوں کو دعا کے آداب سکھانا، اور اسکے علاوہ بہت بہت کچھ۔۔۔۔ یہ سب وہ کام ہیں جو بحیثیت ایک انسان کے والدین، ایک مسلمان اور ایک احمدی مسلمان کے والدین کے فرائض میں شامل ہیں، اگر کوئی ان میں کوتاہی کرتا ہے یا ان کو ادا کرنا اپنا فرض ہی نہیں سمجھتا تو اس کو انسان کا نہیں ایک جانور کا بچہ پال لینا چاہیے۔ جس کو مکان، خوراک اور توجہ ہی چاہیے۔ اگر اس نے اس پالتو جانور کی اچھی تربیت کر بھی لی ہے تو آگے سے اس جانور نے اپنے بچوں یا اپنی نسل کی تربیت تو نہیں کرنی۔ جبکہ ایک انسانی بچے نے آگے چل کر اس دنیا میں ایک معاشرہ قائم کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پاک ذات ہماری کوتاہیوں اور خامیوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے، محض اپنے فضل سے ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔ اور ہم اسکے رحم کو کھینچنے والے ہوں۔ آمین

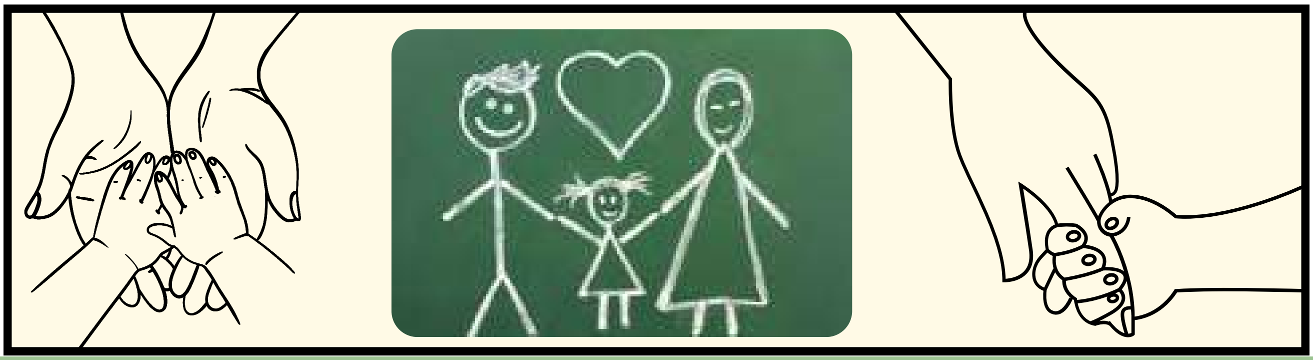

ایک ریچھ اور مکھی

(ارفع یاسر۔Oxford)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ریچھ تھا۔ اس کی ایک انسان سے دوستی ہو گئی۔ وہ انسان اس ریچھ کو اپنی ماں سے مکھیاں اڑانے کے لیے بٹھا کر خود کہیں چلا گیا۔ ریچھ اس انسان کی دوستی میں خوشی خوشی اس کی ماں کے اوپر بیٹھنے والی مکھیاں اڑانے لگا۔ مکھیاں اڑ تو جاتیں مگر پھر آکر بیٹھ جاتیں۔ وہ ایک طرف سے اُڑاتا تو وہ دوسری طرف آکر بیٹھ جاتیں۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ مکھیاں اڑا دینے کے باوجود بار بار آکر بیٹھ رہی ہیں تو اس نے سوچا کیوں نہ ان کو مار ہی دیا جائے۔ اسی وجہ سے اس نے ایک پتھر اُٹھا کر ان پر دے مارا۔ اس پتھر نے مکھیاں ماریں یا نہیں لیکن ماں کو ضرور مار دیا!

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مثال دے کر واضح کیا ہے کہ علم کے بغیر عمل کی حیثیت کتنی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر ہمیں یہ پتہ ہی نہ ہو کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ درحقیقت کیوں کر رہے ہیں تو ہم اسی ریچھ کی طرح کسی چھوٹے نقصان سے بچنے کے لیے بڑا اور ناقابل تلافی نقصان کر بیٹھیں گے۔ علم کے بغیر کیا گیا نیک عمل بھی غلط نتائج کی وجہ سے ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اور ایک مومن کا علم قرآن سے ہی شروع ہوتا ہے اور اس کو ہر طرح کے علم کی جستجو سکھا دیتا ہے۔ باعلم عالم اپنے لیے اور اپنے اردگرد کے لیے ایک نفع رساں وجود ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”میرے نزدیک جو شخص قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتا وہ حقیقی مسلمان نہیں۔ جب اُسے پتہ ہی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے کیا کہا ہے تو وہ اس پر عمل کیسے کرے گا۔“

(انوار العلوم۔ جلد 21۔ صفحہ نمبر 224-225)

سورۃ البقرۃ پڑھنے کی افادیت

(حانیہ سعید-Hounslow North)

سورۃ البقرۃ مدنی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی دو سوستاسی (287) آیتیں اور چالیس (40) رکوع ہیں۔ یہ قرآن کریم کی سب سے لمبی اور زیادہ آیات والی سورت ہے۔ سورۃ البقرۃ سب سے زیادہ احکامات پر مشتمل ہے۔

سورۃ البقرۃ کا پڑھنا باعث برکت وثواب ہے، احادیث مبارکہ میں اس کی بڑی فضیلت مذکور ہے، چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "سورۃ البقرۃ پڑھا کرو، کیونکہ اس کا پڑھنا برکت ہے، اور اس کا چھوڑنا حسرت اور بدنصیبی ہے، اور اہل باطل اس پر قابو نہیں پاسکتے۔"

امام قرطبی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اس جگہ اہل باطل سے مراد جادوگر ہیں، مراد یہ ہے کہ اس سورت کے پڑھنے والے پر کسی کا جادو نہ چلے گا۔

(قرطبی از مسلم بروایت ابو امامہ باہلی)

آنحضور ﷺ نے فرمایا:
"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ جس گھر میں البقرۃ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔"

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن ماجاء فی فضل سورۃ البقرۃ حدیث 2877)

اس سورۃ کی پہلی اور آخری آیات بھی شفا کا کام کرتی ہیں۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات کو دو نور قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہیں وہ تسکین اور شفا دیتی ہیں اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہیں۔

(بخاری کتاب صلوۃ المسافرین، باب فضل الفاتحہ) (الاتقان فی علوم القرآن جلد 2 صفحہ 436)

مَنْ قَرَأَ الْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ اَيْ اَغْنَتَاهُ عَنْ قِيَامِ الَّيْلِ۔

جس نے رات کے وقت سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھیں تو وہ اس کے لیے کافی ہوں گی یعنی وہ دونوں آیات رات کے قیام سے اسے مستغنی کر دیں گی۔

(لسان العرب زیر مادہ کفی)

اسی طرح یہ بھی روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ البقرۃ کی دس آیات پڑھ کر سوئے صبح تک اس کے گھر میں شیطان نہیں آتا۔ ان آیات میں سے ایک آیت، آیت الکرسی ہے۔

(سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل اول سورۃ البقرۃ و آیۃ الکرسی حدیث نمبر 3383)

حدیث میں ہے کہ آیت الکرسی قرآن کی سردار ہے۔ جس گھر میں یہ پڑھی جائے اس سے شیطان نکل بھاگتا ہے۔ یہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 256 ہے اور اس کو پڑھنے سے بندہ ہر شر اور مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز شیطانی خیالات اور وساوس سے بچنے کے لیے یہ آیت پڑھی جاتی ہے۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ البقرۃ)

بخاری کی ایک اور روایت کے مطابق رات بستر پر جانے سے قبل آیت الکرسی پڑھنے سے صبح تک شیطان پاس نہیں آتا۔ ایسا انسان، جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو، آیت الکرسی اور البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھے، تو اس کو مصیبت سے نجات ملتی ہے۔

(عمل الیوم واللیلۃ جلد 2 صفحہ 154)

حضرت سعید بن المسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ اس پر آپؓ نے پڑھا:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

"ہم اللہ کے ہی ہیں اور اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔"

(البقرۃ:157)

لوگوں نے پوچھا اے امیر المؤمنین! کیا آپؓ اپنی جوتی کا تسمہ (گم ہونے) پر بھی اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: (بات یہ ہے کہ) مومن کو جب بھی کوئی ناپسندیدہ بات درپیش آتی ہے تو وہ مصیبت ہی ہوتی ہے (اور ایسے موقع پر راضی برضا ہو کر اِنَّا لِلّٰہِ کہنا چاہیے)۔

(کنز العمال جلد 3 ص 751)

یہ بھی تجربہ میں آیا ہے کہ گمشدہ چیز پر صدقِ دل سے یہ آیت پڑھنے کی برکت سے وہ چیز یا اس کا نعم البدل عطا ہوتا ہے۔

(الفضل آن لائن 15 مئی 2020ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سورۃ البقرۃ کے بارہ میں فرمایا: "میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا کی گئی کہ قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ کی ابتدائی سترہ آیتیں ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اور ان کے معانی آنے چاہئیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی تفسیر بھی آنی چاہیے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہیے۔"

(حیات ناصر۔ جلد اول۔ صفحہ نمبر 457-458)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"عبادت کے لیے دکھ اٹھانے سے ہمیشہ یہ مراد ہوتی ہے کہ انسان ان کاموں سے رُکے جو عبادت کی لذّت کو دور کرنے والے ہیں۔ اور ان سے رُکنے میں اوّلاً ایسی ضرور تکلیف محسوس ہو گی۔۔۔۔ مثلاً ایک چور ہے اس کو ضروری ہے کہ وہ چوری چھوڑے، بدکار ہے تو بدکاری اور بدنظری چھوڑے، اسی طرح نشوں کا عادی ہے تو ان سے پرہیز کرے۔ اب جب وہ اپنی محبوب اشیاء کو ترک کرے تو ضروری ہے کہ اوّل اوّل سخت تکلیف اٹھاوے مگر رفتہ رفتہ اگر استقلال سے وہ اس پر قائم رہے گا تو دیکھ لے گا کہ ان بدیوں کے چھوڑنے میں جو تکلیف اس کو محسوس ہوتی ہے۔ وہ تکلیف اب ایک لذّت کا رنگ اختیار کرتی جاتی ہے کیونکہ ان بدیوں کے بلمقابل نیکیاں آتی جائیں گی اور ان کے نیک نتائج جو سکھ دینے والے ہیں وہ بھی ساتھ ہی آئیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں جب خدا تعالیٰ ہی کی رضا کو مقدّم کرلے گا اور اس کی ہر حرکت و سکون اللہ ہی کے امر کے نیچے ہو گی تو صاف اور بیّن طور پر وہ دیکھے گا کہ پورے اطمینان اور سکینت کا مزہ لے رہا ہے۔

یاد رکھو! کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے لیے اپنی محبوب چیزوں کو جو خدا کی نظر میں مکروہ اور اس کے منشاء کے مخالف ہوتی ہیں چھوڑ کر اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالتا ہے تو ایسی تکالیف اُٹھانے والے جسم کا اثر روح پر بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اس سے متاثر ہو کر ساتھ ہی ساتھ اپنی تبدیلی میں لگتی ہے یہاں تک کہ کامل نیازمندی کے ساتھ آستانہ الوہیت (☆) پر بے اختیار ہو کر گر پڑتی ہے، یہ طریق ہے عبادت میں لذت حاصل کرنے کا۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد نمبر 2۔ صفحہ نمبر 463-464)

معزز قارئین کے لیے ایک سلسلہ

فرشتوں سے ملاقات

ہم اکثر جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں تو پہلے سے بڑھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اس وقت خوب گریہ و زاری کا موقع ملتا ہے۔ پھر پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست بھی کرتے ہیں۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے رجوع برحمت ہوتا ہے اور ہمیں اس پریشانی یا مسئلہ سے نجات مل جاتی ہے۔ بعض اوقات کوئی ہماری مدد کو آجاتا ہے، جسکے متعلق ہمیں یقین ہوتا ہے کہ وہ غیبی مدد ہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جماعت سے یہی اُمید تھی کہ

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔"

(ملفوظات جلد 2 ایڈیشن 2022 صفحہ نمبر 523)

اگر آپ کے ساتھ کبھی ایسا ہوا ہے تو ہمیں لکھ بھیجیں، جو دوسری بہنوں کے لیے بھی ازدیاد ایمان کا باعث ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

فرشتوں سے ملاقات

افریقہ کے ڈاکو اور الٰہی مدد

(خالدہ منور احمد۔Oxford)

1970ء کی دہائی میں ہم یو کے میں مقیم تھے۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ افریقہ کے چھ ممالک کا دورہ مکمل کر کے لندن تشریف لائے تھے اور مسجد فضل لندن میں نصرت جہاں سکیم کا اعلان فرمایا۔ یہ سکیم حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ کے حکم سے ایک رؤیا کی بنا پر شروع کی۔ رؤیا میں ہی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو بتایا گیا کہ افریقن ممالک کے لیے 100,000 پونڈ اکٹھے کرنے ہیں جو وہاں ہسپتال اور اسکول کھولنے کے لیے درکار ہیں۔ ان ہسپتالوں اور اسکولوں میں خدمت کے لیے افرادِ جماعت میں سے ڈاکٹرز اور اساتذہ نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں تو میرے شوہر مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب نے بھی اپنے آپ کو پیش کر دیا۔

ڈاکٹر صاحب کی تقرری مغربی افریقہ کے مختلف ہسپتالوں میں ہوتی رہی۔ 80 کی دہائی میں ہم نائیجریا میں تھے۔ وہاں جماعت نے ایک نیا ہسپتال تعمیر کیا۔ اُس کو شروع کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحب کو وہاں بھیج دیا گیا۔ ابھی وہاں ڈاکٹر کی رہائش کے لیے گھر نہیں بنا تھا اس لیے ہسپتال کے احاطے میں ہی ہماری رہائش ہوئی۔ نئی آبادی تھی، تھوڑے سے لوگ تھے اس لیے دور دور گھر تھے۔ وہاں چوروں اور ڈاکوؤں کے واقعات اکثر سُننے میں آتے رہتے تھے۔ ایک رات ہمارے گھر تقریباً دو بجے کے قریب دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی۔ میں نے اپنے میاں کو جگایا کہ باہر کوئی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کون ہو؟ باہر سے آواز آئی کہ دروازہ کھولو ورنہ ہم گولی مار دیں گے۔ میں فوراً اپنے بچوں کے پاس چلی گئی۔ ان کو جگایا اور اپنے پاس بٹھا لیا۔ بچے بہت ڈرے ہوئے تھے، خاص طور پر چھوٹی بیٹی جو اُس وقت سات سال کی تھی۔ پھر مجھے ایک ترکیب سوجھی۔ میں نے بچوں کو کہا کہ ہم شور مچاتے ہیں اور ہم اُن کی ہی زبان میں چور چور اُونچی آواز میں "اولے اولے" چلانے لگے۔ جس کھڑکی کی طرف ہم شور مچاتے وہیں ڈاکو فائرنگ شروع کر دیتے۔ اس طرح ہمارے گھر کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹنے لگے۔ ہم دوسری طرف جا کر "اولے اولے" کہہ کر شور مچاتے تو وہ دوسری طرف فائرنگ شروع کر دیتے۔ وہ ہمارے گھر کے دروازے کو بھی ہتھوڑے سے مسلسل توڑ رہے تھے اور ایسے لگ رہا تھا کہ ابھی دروازہ ٹوٹے گا اور وہ اندر آ جائیں گے۔

میرے میاں صاحب اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں سرخ مرچیں بھر کر دروازے کے آگے کھڑے تھے کہ اگر وہ اندر آئے تو فوراً اُن کے منہ پر مرچیں پھینکیں تا کہ وہ کچھ کر نہ سکیں۔

کچھ دیر کے بعد حالت یہ تھی کہ کھڑکیوں کے شیشے گولیاں لگنے سے کرچی کرچی ہو چکے تھے اور دروازہ بھی ٹوٹنے کو ہی تھا۔ بظاہر بچنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ پھر میرے دل میں اللہ کے آگے فریادرسی کا خیال آیا۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے بچوں سے کہا کہ آئیں ہم سب سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ پھر ہم نے سجدہ میں اپنے رب سے اُونچی اُونچی فریاد شروع کر دی کہ اے خدا! اس وقت تو ہی ہماری حفاظت فرما سکتا ہے، ہمیں ان شریروں کے شر سے بچا لے۔ ابھی کچھ دیر ہی گذری تھی کہ گولیوں کی آوازیں آنی بند ہو گئیں۔ اب گولیاں تو نہیں چل رہی تھیں مگر دور سے کسی ہجوم کے شور کی آوازیں آنے لگیں جو قریب آتی جا رہی تھیں۔ جب شور کی آوازیں گھر کے نزدیک پہنچیں تو میرے بیٹوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے کہ اللہ نے ہماری سُن لی اور ہمیں ڈاکوؤں سے بچا لیا۔

جب لوگ قریب آئے تو انہوں نے آوازیں دیں کہ ڈاکٹر صاحب دروازہ کھولیں آپ کا چوکیدار شدید زخمی حالت میں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے دروازہ کھولا تو دیکھا چوکیدار خون میں لت پت تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے فوراً اس کی مرہم پٹی شروع کر دی۔ اس کے سر پر 20 ٹانکے آئے اور باقی جسم پر بھی کافی چوٹیں تھیں۔ یوں لگتا تھا ڈاکو اپنا غصہ بے چارے چوکیدار پر نکال کر گئے ہیں۔

بعد میں ہمارے ہمسایہ نے بتایا کہ تقریباً 30-25 مسلح ڈاکوؤں نے ہمارے گھر کو گھیرا ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ ان کو دور سے کسی عورت کی آوازیں آرہی تھیں جس سے انہیں اندازہ ہوا کہ یہ آوازیں ہسپتال سے آرہی ہیں۔ پھر انہوں نے چند اور لوگوں کو اکٹھا کیا اور ہسپتال کی طرف آئے۔ ڈاکوؤں نے ان لوگوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بھاگ گئے اور جاتے ہوئے چوکیدار کو زخمی کر گئے۔

اس زمانے میں ڈاکوؤں کا طریقہ کار یہ تھا کہ اگر گھروں سے سونا اور پیسے نہ ملیں تو جاتے ہوئے گھر والوں کو گولی مار کر چلے جاتے تھے۔ ہمارے پاس نہ سونا تھا نہ کوئی پیسے تھے۔ زیور کا جہاں تک تعلق ہے میں اپنا پورا زیور حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک بیوت الحمد پر پاکستان بھیج چکی تھی۔ اُس وقت میری ایک بنگالی دوست کو جب یہ علم ہوا کہ میں نے اپنا پورا زیور غریبوں کے گھر بنوانے کی تحریک میں بھیج دیا ہے تو کہنے لگی:

You have made a big mistake, what will you give to your daughter when she will get married?

(یعنی تم نے بڑی غلطی کی ہے۔ جب تمہاری بیٹی کی شادی ہو گی تو تم اس کو کیا دو گی؟) لیکن میری دوست اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے کے لطف سے ناشناسا تھی۔

دوسرے دن نائیجیریا کے ایک خبار میں یہ خبر بھی آگئی اور ایک نائیجیرین واقف نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ یہ بات ناممکن ہے کہ اگر مسلح ڈاکو گھر آجائیں تو سگے بھائی بھی ایسے وقت میں مدد کے لیے نہیں نکلتے جیسے اس ہمسایہ نے لوگوں کو اپنی جان خطرے میں ڈال کر یہاں آنے پر راضی کیا۔ یہ لوگ کیا جانیں کہ ہمارے ساتھ تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور برکتیں ہوتی ہیں۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے منسلک ہونے اور خلیفۂ وقت کی تحریک پر لبیک کہنے کی وجہ سے میرے میاں کی قربانی اور میرے زیور کی قربانی کو قبول فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اُس مشکل ترین وقت کی پکار پر فرشتوں کی فوج بھیج کر ہماری مدد فرمائی اور ہماری پوری فیملی کی جان بچائی۔ الحمدللہ۔

جہاں تک زیور کا تعلق ہے تو جب میں نے اللہ کی راہ میں دیا تو سوچا بھی نہیں تھا کہ بیٹی کو کیا دینا ہے، لیکن جب میری بڑی بیٹی کی شادی کا وقت آیا تو اللہ نے میری مدد فرمائی اور خود سے سارے انتظام کر دیے۔ الحمدللہ۔

S.E.N.D Corner

اگر کسی میٹنگ یا جماعتی پروگرام میں کوئی بچہ رو رہا ہے تو اسکی تربیت یا والدہ کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سپیشل ہو!

ایسے بچے بہت حسّاس ہوتے ہیں

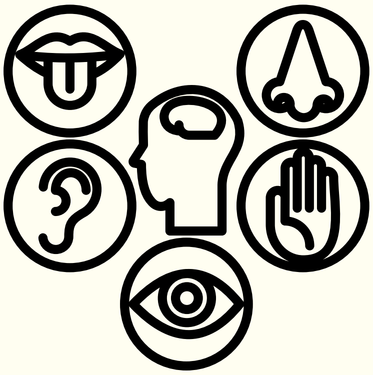

اور اکثر ماحول سے بہت زیادہ اور بہت جلدی متاثر ہوتے ہیں جیسے اونچی آواز، اجنبی جگہ اور لوگ، یہاں تک کہ مختلف خوشبوئیں یا ذائقے بھی انہیں تکلیف پہنچاتے ہیں جس کا اظہار وہ رو کر یا چیخ کر کرتے ہیں جو دوسروں کو عجیب محسوس ہوتے ہیں۔

ایسے میں آپ کو چاہیے کہ بلا وجہ کے مشورے اور سوالات نہ پوچھیں بلکہ بچے اور ماں کو جگہ دیں تا کہ وہ ماں خود کو اور اس بچے کو مسجد اور جماعت سے وابسطہ رکھ سکے۔

ایسے موقع پر آپ کا ماں اور بچے سے شفقت اور ہمدردی کا سلوک راحت کا سبب اور مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

بچوں کی پرورش میں متوازن غذا کی اہمیت اور اسلامی تعلیمات

(ہبۃ الاعلیٰ شاہ۔ Worcester Park)

بچوں کی پرورش میں متوازن غذا بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ انسانی ارتقا کی تاریخ میں آج کل کا دور فراوانی خوراک پر مشتمل ہے۔ آپ جب چاہیں اور جیسے چاہیں منفرد قسم کی خوراک نوش کر سکتے ہیں۔ ایسے حالات میں متوازن غذا کی اہمیت دو گنا ہو جاتی ہے۔ زیادہ تر غذائی بیماریاں خوراک کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ غذائی سائنس دان حد درجہ کوشش کرتے ہیں کہ ہر عمر، رنگ و نسل کے لوگوں کو متوازن غذا کے بارے میں سمجھا سکیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(الاعراف:32۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

مندرجہ بالا آیات کے مطابق بھی خوراک اور غذائیت میں توازن برقرار رکھنا ضروری ہے۔ اگر رزق کی فراوانی ہے تو پھر اعتدال کو سامنے رکھنا چاہیے۔

اب ضرورت اس چیز کی ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ متوازن غذا ہے کیا چیز؟ اللہ تعالیٰ نے خوراک میں صحت و تندرستی کے منفرد راز چھپا رکھے ہیں۔ ایک متوازن غذا کے اندر عمر، جنس اور آب و ہوا کے مطابق مختلف عناصر ہوتے ہیں جو بچوں کی جسمانی نشو نما میں مدد دیتے ہیں۔ غذائی سائنسدان ان کو مختلف گروپس میں تقسیم کرتے ہیں۔

ایک متوازن غذا ان گروپس میں سے مختلف مقدار میں چیزیں شامل کر کے ایک مکمل غذا پر مشتمل ہوتی ہے۔ پانی کے علاوہ متوازن غذا میں خوراک کے درج ذیل حصے شامل ہیں:

1۔ غذائی کاربوہائیڈریٹس
2۔ غذائی فیٹ
3۔ غذائی پروٹین
4۔ دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء
5۔ سبزیاں اور پھل

1۔ غذائی کاربوہائیڈریٹس

اس گروپ میں زیادہ تر اناج، چینی اور فائبر جیسی چیزیں شامل ہیں۔ یہ گروپ جسم کے لیے طاقت اور انرجی فراہم کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ یہ طاقت ہمارے جسم میں کیلوری کی شکل میں استعمال ہوتی ہے۔

آٹا، چاول، چینی، پاستہ اور ان سے بنی اشیاء اس گروپ میں شامل ہوتی ہیں۔ پرانے زمانے میں اس گروپ کی اشیاء اتنی آسانی سے دستیاب نہیں تھی اورا اسی لیے ان اشیاء کی بہت اہمیت تھی لیکن آج کل آٹا، چاول، چینی اتنی آسانی سے دستیاب ہے کہ ان کی زیادتی ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکی ہے۔ مشینیں آسانی سے آٹا چھان اور پیس لیتی ہیں لیکن اس عمل میں کچھ ضروری معدنیات اور اجزاء جو آٹے کے اندر موجود ہیں ان کو ضائع کر دیتی ہیں۔ ان میں سرِفہرست جزو فائبر ہے۔ فائبر والا آٹا انگریزی میں ہول میل کہلاتا ہے جو ہماری صحت کے لیے بہتر ہے۔

فائبر ہمارے کھانے سے ملنے والی شوگر کو فوراً خون میں داخل نہیں ہونے دیتا جس سے ذیابیطس کی بیماری کنٹرول میں رہتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ فائبر جگر اور معدے کی بیماریوں سے بھی بچاتا ہے۔

بچوں کے روزمرہ کے کھانے میں کاربوہائیڈریٹس کے گروپ میں کم از کم تین سے پانچ حصے شامل ہونے چاہییں۔ جب آپ کاربز کا انتخاب کریں تو ہول میل کو ترجیح دیں۔ مثلاً ہول میل آٹے کی روٹی، براؤن چاول، ہول میل پاستہ وغیرہ۔ صرف گندم کے اناج پر انحصار نہ کریں بلکہ جَو، جوار اور باجرہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہول میل گندم کے آٹے میں تھوڑے سے "جو" پیس کر بھی شامل کیے جا سکتے ہیں۔ اس آٹے سے روٹی باآسانی بنائی جا سکتی ہے۔ بچوں کی خوراک میں میدہ کی بنی اشیاء کم سے کم استعمال کریں۔

جب چینی کا استعمال کریں تو براؤن شوگر کو ترجیح دیں۔ شہد کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔ خوراک کا ہر حصہ ہمارے جسم میں جا کر گلوکوز میں تبدیل ہوتا ہے۔ چنانچہ چینی اور دیگر میٹھی اشیاء کا استعمال اعتدال سے کریں کیونکہ وہ پہلے ہی گلوکوز کی شکل میں ہوتی ہیں اور ہمارے جسم کو ان کو طاقت میں منتقل کرنے میں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی۔ کھاتے ساتھ ہی وہ خون میں شامل ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور زیادہ شوگر کا باعث بنتی ہیں۔ جس سے ایک دم بچوں میں انرجی آ جاتی ہے مگر جب اس کا اثر ختم ہوتا ہے تو وہ کمزوری محسوس کرتے ہیں اور چونکہ اس کا اظہار نہیں کرنا آتا اس لیے چڑچڑاہٹ کا مظاہرہ

کرتے ہیں۔ کوشش کریں کہ بازار سے بنی ہوئی روٹی، ڈبل روٹی اور چاول نہ استعمال کریں کیونکہ فیکٹری میں ان اشیاء کو جلدی تیار ہو جانے اور پُرکشش بنانے کے لیے ان میں مصالحہ جات اور اضافی اجزاء ملائے جاتے ہیں جو کہ صحت کے لیے مضر ہیں۔

2۔ غذائی فیَٹ

غذائی فیَٹ طاقت کے حساب سے تھوڑی مقدار میں زیادہ کیلوری مہیا کرتے ہیں۔ اس لیے ان کا استعمال تھوڑی مقدار میں کرنا ہوتا ہے۔ اس گروپ میں تیل، گھی، چکنائی والی اشیاء شامل ہیں۔ دیگر گروپس کی طرح اس گروپ میں بھی اچھے فیٹ اور بُرے فیٹ شامل ہیں۔ زیتون کا تیل، سبزی کا تیل، دیسی گھی وغیرہ کا شمار اچھے فیٹ میں کیا جاتا ہے۔ مکھن کا اعتدال سے استعمال بھی اس میں شامل ہے۔

مارجرین (Margarines) اور دیگر مصنوعی فیٹس بھی اس میں شامل ہیں لیکن ان کے استعمال سے جس قدر ہو سکے اجتناب کریں۔ جیسے کہ پہلے بھی کہا گیا ہے کہ فیکٹری اور ہوٹل میں بنائے گئے کھانے کو پرکشش، جلدی اور آسانی سے بنانے کے لیے کچھ ایسے فیٹس اور مصالحہ جات کا استعمال کیا جاتا ہے جو صحت کے لیے مضر ہوتے ہیں۔

روزمرہ کے کھانے میں اس گروپ سے سب سے کم مقدار میں حصہ لیا جاتا ہے۔ اگر کم مقدار زیتون کے تیل میں کھانا بنایا جائے تو وہ سب سے زیادہ بہتر ہے۔ سورج مکھی کا تیل، رَیپ سیڈ تیل بھی اچھا ہے جبکہ بناسپتی گھی کا استعمال کم سے کم کریں۔

3۔ غذائی پروٹین

اس گروپ میں گوشت اور اس سے منسلک اشیاء وغیرہ شامل ہیں۔ مرغی، مچھلی، گائے، بھیڑ کا گوشت، انڈے، بیج اور پھلیاں وغیرہ۔ ان اجزاء کا بڑا کام جسم میں نشو نما کا ہے اور اس کے بعد طاقت اور انرجی کا۔ ہمارے جسم کے مختلف خلیے، بال، جلد، پٹھے وغیرہ پروٹین سے بنتے ہیں۔ پروٹین انرجی بھی مہیا کرتی ہے لیکن جسمانی خلیے بنانے کے بعد۔

اس گروپ سے روزمرہ کے کھانے میں دو حصے شامل ہونے چاہیے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ صرف جانوروں کے گوشت سے نہیں بلکہ بیج اور پھلیوں سے بھی پروٹین حاصل کی جائے۔ لوبیا، دالیں اور انڈے وغیرہ اس میں شامل ہیں۔

مچھلی کے اندر پروٹین اور اچھے فائبرز بھی شامل ہیں تو اس کا استعمال زیادہ کرنا چاہیے۔

4۔ دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء

اس گروپ میں دودھ، پنیر، دہی اور دیگر دودھ سے بنی اشیاء شامل ہیں۔ روزمرہ کھانے میں اس گروپ سے تین سے زیادہ حصے شامل نہ کریں۔ آجکل بازار میں دودھ سے الرجی ہونے کے باعث اور ماحولیاتی صحت کے لیے بہت سے منفرد دودھ دستیاب ہیں۔ مثلاً جو کا دودھ، بادام کا دودھ اور سویابین کا دودھ۔ دہی کے اندر موجود بیکٹیریا معدے کی صحت کے لیے بہت مفید ہے۔ بازاری چیز (پنیر) اور اس سے بنی اشیاء سے اجتناب کریں۔ گھر کی بنی پنیر اور چیز بہتر ہے۔

5۔ سبزیاں اور پھل

اس گروپ میں ہر قسم کے پھل اور سبزیاں شامل ہیں۔ روزمرہ کی خوراک میں ان کا استعمال زیادہ کریں۔ کوشش کریں کہ پھل پر سبزیوں کو ترجیح دیں کیوں کہ سبزیوں کے اندر قدرتی فائبر موجود ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے ضروری معدنیات اور وٹامن اس گروپ سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ پھل کھاتے وقت کوشش کریں کہ ان کا جوس نہ نکالیں بلکہ جس حد تک ہو سکے پھلوں کو چھلکے کے ساتھ کھائیں۔ پھلوں کے چھلکے کے اندر خاص فائبر موجود ہوتا ہے۔ میٹھے پھل کم مقدار میں کھائیں اور دن میں ایک مرتبہ سے زیادہ نہ کھائیں۔

عمومی ہدایات:

- متوازن غذا کے ساتھ ساتھ متوازن نیند بھی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ نہ صرف بچوں کی بلکہ اپنی نیند کا بھی خیال رکھیں۔
- مناسب مقدار میں پانی کا استعمال کریں۔
- جہاں تک ہو سکے گھر کا بنا ہوا کھانا استعمال کریں۔
- خود بھی باقاعدگی سے ورزش کریں تاکہ بچوں کو بھی عادت ہو۔
- سبزہ اور ہریالی میں چہل قدمی جسمانی اور ذہنی صحت کے لیے بہت مفید ہے اس لیے بچوں کو کھلے میدان میں باقاعدگی سے لے کر جانا ضروری ہے۔
- ہر کھانے میں خوراک کے ہر گروپ سے متوازن مقدار میں اشیاء شامل کریں۔
- روزمرہ خوراک میں جانوروں سے حاصل کردہ چکنائی اور اشیاء کا استعمال کم کریں۔
- اضافی نمک اور چینی کا استعمال کم کریں۔
- ایک جگہ بیٹھ کر کرنے والے کاموں سے اجتناب کریں۔ چلنا پھرنا اٹھنا اور بیٹھنا بھی ورزش کا حصہ ہے۔
- ایک ہی قسم کے جانور کا گوشت کا استعمال نہ کریں۔ مثلاً ایک ہفتے میں بار بار مرغی یا مٹن کا استعمال نہ کریں۔
- ہفتے میں دو دن سبزیوں اور دالوں کا استعمال کریں۔ اس کو عرف عام میں Vegetarian Day بھی کہا جاتا ہے۔
- سنیکس مثلاً چاکلیٹ، کرسپس وغیرہ بچوں کو کم سے کم دیں اس کی بجائے کھجور، گری، میوہ وغیرہ استعمال کریں۔
- نمک کا روزانہ استعمال ایک چمچ سے کم ہونا چاہیے۔ کوشش کریں کہ اپنے کھانے کی پلیٹ میں مزید نمک کا چھڑکاؤ نہ کریں۔
- بچوں کی جسمانی صحت کا خیال رکھیں تاکہ ان کی روحانی صحت بھی اچھی ہو سکے۔

عالمی مقابلہ بیت بازی

(ستارہ جمیل-Farnham)

صد سالہ جوبلی لجنہ اماء اللہ کے موقع پر بیلجیم کے ایک یادگار سفر کی سرگزشت

15 اپریل 2023 رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ تھا۔ اچانک میرے فون پر ہماری نیشنل سیکرٹری اشاعت محترمہ لبنیٰ سہیل صاحبہ کا فون آیا۔ میں نے فون اٹھایا۔ حال احوال کے بعد انہوں نے کہا کہ لجنہ اماء اللہ کی صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں بیلجیم میں لجنہ کا بیت بازی کا مقابلہ ہو رہا ہے جس میں یو کے سے بھی ٹیم شامل ہو گی۔ لبنیٰ سہیل صاحبہ نے کہا کہ انہیں پتہ چلا ہے کہ مجھے بہت شعر یاد ہیں۔ میں نے کہا: جی یاد تو ہیں۔ انھوں نے پوچھا کے 8 اور 9 جولائی کو مقابلہ کے لیے بیلجیم جانا ہے۔ میں نے کہا: ان شاء اللہ۔ پھر انھوں نے کہا کہ وہ ایک گروپ بنائیں گی جس میں تمام ٹیم ممبران شامل ہوں گی۔ اور وہ رمضان کے بعد سب ٹیم ممبران کا آپس میں ایک مقابلہ کروائیں گے۔ میں نے ان شاء اللہ کہہ کر فون بند کر دیا۔ میں اللہ کے اس احسان پر بہت شکر گزار تھی کہ اس نے مجھ ناچیز کو یہ موقع دیا کہ میں دوسرے ملک جا کر یو کے، جو کہ خلیفہ وقت کی موجودگی کی وجہ سے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے، کی نمائندگی کر سکوں۔ ابھی اللہ کے شکر اور حمد و ثنا سے میرا دل بھرا ہوا تھا کہ مجھے خیال آیا کہ یہ خوشی کی بات کس کے ساتھ شیئر کروں تو میں نے اپنے میاں (میر انجم پرویز مربی سلسلہ) کو فون کیا اور انہیں بتایا تو وہ بھی بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ضرور جاؤ، اَللّٰھُمَّ زِدْ وَ بَارِكْ۔

ابھی میں نے آپ کو بتایا نہیں کہ میرے پانچ بچے ہیں اور سب سے چھوٹے کی عمر ساڑھے چار سال ہے اور میں کبھی اسے ایک رات کے لیے بھی اکیلا چھوڑ کر نہیں گئی تو اس کی فکر بھی تھی لیکن میرے میاں نے مجھے حوصلہ دیا کہ کوئی بات نہیں۔ تم تیاری کرو، اللہ سب کام کر دے گا، ان شاء اللہ۔

تو میں نے اللہ پر بھروسہ کر کے تیاری شروع کر دی۔ پھر عید الفطر کے بعد ہمارا مقابلہ zoom پر ہوا۔ ہم چھ ٹیم ممبر تھیں۔ ہماری نائب صدر یو کے روبینہ ناصر صاحبہ، سکرٹری اشاعت لبنیٰ سہیل صاحبہ اور نورین ایاز صاحبہ نے منصف کے فرائض ادا کیے۔ مقابلہ شروع ہوا، 25 راؤنڈز ہوئے، ایک ممبر ایک دفعہ اور ایک ممبر دو دفعہ شعر نہ پڑھ سکیں۔ اور ججز کے مطابق رفیقہ عباسی صاحبہ، حافظہ طاہرہ صاحبہ، حافظہ عائشہ صاحبہ اور خاکسار ستارہ انجم یو کے ٹیم کی نمائندگی کے لیے منتخب ہو گئیں۔ الحمدللہ

جون کے مہینے میں ہم نے zoom پر ہی ٹیم کا ایک گروپ بنایا اور بیت بازی کی پریکٹس شروع کر دی۔ ہم روزانہ کم و بیش ایک گھنٹہ بیت بازی کے مقابلہ کی مشق کرتیں۔ نیز ہم نے تلفظ اور شعروں کی درستی میں ایک دوسرے کی بہت مدد کی اور الحمدللہ ہماری تیاری اچھی چلتی رہی۔

ہمیں بتایا گیا کہ یو کے سے بیلجیم بذریعہ ریل گاڑی جانا ہے۔ ریل گاڑی سے بیلجیم جانا میرے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ بہر حال ہماری سیکرٹری صاحبہ نے ریل گاڑی کی ٹکٹیں کروا دیں۔

ہم نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لیے کئی خطوط لکھے اور ساتھ خود بھی دعاؤں میں لگے رہے۔ اور 7 جولائی بروز جمعہ ہم بیلجیم کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم سب ممبران کی ٹرین سٹیشن پر پہلی بار ملاقات ہوئی۔ ہم ناموں سے ایک دوسرے کو پہچانتے تھے لیکن چہرے سے شناسائی اور تعارف نہیں تھا۔ میں سوائے رفیقہ عباسی صاحبہ کے اور کسی کو نہ جانتی تھی۔ میں اور رفیقہ عباسی صاحبہ ایک دوسرے کے ہمسائے بھی ہیں اور ایک ہی لوکل جماعت "فارن ہیم" سے تعلق رکھتے ہیں۔ سٹیشن پر سب سے مل کر بہت اچھا لگا۔

یہاں ایک امتحان ہمارا انتظار کر رہا تھا۔ ہماری ایک ٹیم ممبر حافظہ عائشہ صاحبہ کے پاسپورٹ میں ایک مسئلہ کی وجہ سے امیگریشن والوں نے انہیں کلئیر نہ کیا اور کہا کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں جا سکتیں۔ اب نئی پریشانی شروع ہوگئی کہ ٹیم کی ایک ممبر نہیں ہوگی تو ہمارا مقابلہ متاثر ہوگا۔ اب کیا ہوگا۔ ہم نے زیرِ لب درود شریف کا ورد شروع کر دیا اور دعائیں شروع کر دیں کہ اے اللہ! اپنا فضل کر اور ہمارے لیے آسانی پیدا فرما۔ روبینہ صاحبہ اور لبنیٰ صاحبہ آپس میں مشورہ کرنے لگیں کہ کیا کرنا چاہیے۔ اسی سوچ بچار میں ریل گاڑی کا نقارہ بج گیا اور ہم گاڑی کی طرف چل دیے۔ ریل گاڑی میں بیٹھ کر روبینہ صاحبہ نے صدر لجنہ یوکے محترمہ فریحہ خان صاحبہ کو فون کیا اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ صدر صاحبہ نے کہا کہ سیکرٹری اشاعت لبنیٰ سہیل صاحبہ ٹیم ممبر کے طور پر شامل ہوں گی۔

اب ہم نے اطاعت کا ایک نمونہ دیکھا کہ جیسے ہی صدر صاحبہ نے کہا کہ لبنیٰ صاحبہ ٹیم میں شامل ہوں گی تو انہوں نے کوئی عذر پیش نہ کیا کہ اب میں کیسے تیاری کر سکتی ہوں یا اب تو وقت نہیں ہے یا اتنی دیر میں اشعار کی دوہرائی نہیں ہو سکے گی، وغیرہ وغیرہ۔ انھوں نے بلا حیل و حجت اس فیصلہ کو قبول کیا، بلکہ اسی وقت ہم سے کتاب لی اور تیاری شروع کر دی۔ اور مذاق میں ہمیں بھی کہا کہ اگر تم لوگوں نے جیتنا ہے تو میری تیاری کرواؤ۔ اللہ کے فضل سے کوئی پریشانی کا اظہار نہیں کیا۔ انہیں پریشانی تھی تو بس یہ کہ ان کی وجہ سے ہمارا مقابلہ خراب نہ ہو جائے۔ اسی پریکٹس اور گپ شپ میں کب بیلجیم آ گیا ہمیں پتہ بھی نہ چلا اور ٹرین کا سفر بھی بہت اچھا گزرا۔ وہاں برسلز کے ریلوے سٹیشن پر لجنہ بیلجیم ہمیں خوش آمدید کہنے کے لیے پہلے سے موجود تھیں۔ الحمدللہ

ہم ان کے ساتھ ایک مخلص ممبر لجنہ مکرمہ نادیہ صاحبہ کے گھر آ گئے جہاں کھانے کا انتظام تھا۔ یہاں پر صدر لجنہ بیلجیم مریم افضال صاحبہ اور بشریٰ عودہ صاحبہ اہلیہ مبلغ انچارج بیلجیئم اور کچھ دیگر ممبرات لجنہ سے ملاقات ہوئی۔ سب نے بہت محبت اور فراخ دلی سے ہمیں خوش آمدید کہا اور بہت خوشگوار ماحول میں ہم نے پُر تکلف کھانا کھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

پھر جماعتی انتظام کے تحت جہاں ہم نے ٹھہرنا تھا ہمیں وہاں لے جایا گیا۔ اب رات کو ہم نے دوبارہ سے پریکٹس کی اور لبنیٰ صاحبہ کو تیاری کروائی۔ ماشاءاللہ انہوں نے بہت حد تک اپنی دوہرائی کر لی۔ ہم نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے سب کام اللہ پر چھوڑا اور سو گئے۔ صبح لجنہ اماء اللہ بیلجیم کا نیشنل اجتماع تھا اور اسی میں مقابلہ بیت بازی بھی ہونا تھا۔ صبح 9 بجے ہم تیار ہو کر اجتماع گاہ آ گئے۔ بیت بازی کے مقابلہ کے لیے بیلجیم، جرمنی اور یوکے کی ٹیمیں تھیں۔ اجتماع کی کارروائی چلتی رہی۔ بیت بازی کا مقابلہ 4 یا 5 بجے تھا۔ اس دوران میں ہم اللہ سے دعائیں بھی کرتے رہے اور ساتھ تھوڑی بہت تیاری بھی چلتی رہی۔

مقابلہ شروع ہوا۔ پہلے نمبر پر جرمنی، پھر بیلجیم اور پھر یوکے کی ٹیم تھی۔ پہلا راؤنڈ انفرادی تھا جس کی ہم سب کو بہت فکر تھی کہ کہیں لبنیٰ صاحبہ کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ پہلے راؤنڈ کی 4 باریاں آرام سے گزر گئیں اور لبنیٰ صاحبہ نے ماشاءاللہ بہت اچھے شعر پڑھے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

اب ٹیم کے راؤنڈز بھی ہو گئے۔ اللہ کے فضل سے سب ٹیموں کی تیاری بہت اچھی تھی۔ سب نے اپنی اپنی باری پر شعر پڑھ دیے۔ مقابلہ بہت سخت تھا چنانچہ ججز کے لیے فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ اب ججز نے کچھ زائد راؤنڈرز کیے جس میں انھوں نے سب ٹیموں کو ایک ایک لفظ دیا کہ ایسا شعر پڑھیں جس میں وہ لفظ ہو۔ اب مقابلہ قدرے مشکل ہو گیا، لیکن اس راؤنڈ کے بعد بھی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اب ایسے راؤنڈز کیے گئے جس کا طریق یہ تھا کہ ججز شعر کا ایک مصرع پڑھیں گی اور یہ مصرع پہلا بھی ہو سکتا ہے اور دوسرا بھی۔ اس پر ہر ٹیم کو اپنی باری میں شعر مکمل کرنا تھا۔ مقابلہ مزید مشکل اور سخت ہوتا جا رہا تھا۔ کبھی کوئی ٹیم بظاہر آگے نظر آتی تو کبھی کوئی۔ سامعین کا شوق بھی دیدنی تھا سب دم سادھے (☆) بیٹھے تھے۔

اب نتیجہ کا اعلان ہونا تھا۔ چونکہ کوئی واضح فیصلہ نہ ہو سکا تھا اس لیے ججز کو مختلف پہلوؤں جیسے تلفظ اور شعر پڑھنے کا انداز وغیرہ کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کرنا تھا۔ پھر اعلان ہوا کہ ججز نے فیصلہ کر لیا ہے۔ پورے ہال میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سب بے چینی سے فیصلے کے منتظر تھے۔ ہم سب بھی مصروفِ دعا تھے۔ پھر رزلٹ اناؤنس ہوا کہ پہلی پوزیشن یوکے کی ٹیم نے حاصل کی ہے جبکہ دوسری بیلجیم نے اور تیسری جرمنی نے۔ ہم جو ایک لمحہ پہلے عجیب اضطراب کی کیفیت میں تھے یکا یک خوشی اور مسرت سے بھر گئے اور ہمارا دل اللہ کی حمد و ثنا سے بھر گیا۔ ہم نے اللہ کا بہت شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں اس بابرکت تقریب میں شامل ہونے کی توفیق بخشی اور یہ کامیابی یوکے جماعت کو عطا کی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

[(☆) مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 61 پر دیکھیں]

یہ دورہ ہمارے لیے بہت یادگار تھا۔ بیلجیم کے لوگوں نے بہت اچھی مہمان نوازی کی۔ اللہ انھیں جزائے خیر سے نوازے۔اور رزلٹ کے بعد میزبان ٹیم اور حاضرین میں سے لوگ آ آکر ملے اور مبارک باد دی اور ججز کے فیصلے کو بہت کھلے دل سے قبول کیا۔یہ سب خلافت کی برکت ہے جس نے ہمارے دل جوڑ رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سروں پر خلافت کا پر شفقت سایہ ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین

اس سفر میں ہم نے قدم قدم پر اللہ کے فضلوں کو دیکھا کہ کیسے اللہ نے ہماری پردہ پوشی کی اور ہماری ٹیم کو کامیابی عطا کی۔ نیز خاکسار کو اللہ نے موقع دیا کہ اس یادگار تقریب میں شامل ہوئی اور تاریخی مقابلہ میں جو کہ لجنہ کی صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں ہوا، اللہ نے مجھ ناچیز کو شامل ہونے کی سعادت عطا کی۔9جولائی بروز اتوار ہم ڈھیر ساری یادیں لے کر بیلجیم سے واپس آگئے اور یوں یہ بابرکت دورہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ

جاننا اچھا ہے

(امۃ الحیٰ خالد۔Scunthorpe)

سوال: حج اور عمرہ میں کیا فرق ہے؟

ارکان اسلام میں پانچواں رکن حج ہے۔ خانہ کعبہ یا بیت اللہ کی زیارت کے لیے جانے کو حج کہتے ہیں۔ جو ذوالحجہ کی 8 تاریخ سے 10 تک مکہ مکرمہ میں تمام مناسک ادا کر کے کیا جاتا ہے۔ جبکہ عمرہ سال کے کسی بھی حصہ میں ادا ہو سکتا ہے۔ اسکے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔

سوال: حج فرض ہونے کی شرائط کیا ہیں؟

- مسلمان ہو
- عاقل بالغ ہو۔
- اتنا مالدار ہو کہ گھر کے اخراجات کے علاوہ مناسب زادِ راہ پاس ہو۔
- سفر کے مصارف کے لیے وافر رقم موجود ہو اور تندرست اور سفر کے قابل ہو۔
- راستہ پر امن ہو۔
- مکہ جانے میں کوئی روک نہ ہو۔

(فقہ احمدیہ۔ جلد اول۔ ایڈیشن 2004۔ صفحہ نمبر 330)

سوال: حج کے ارکان کیا ہیں؟

حج کے 3 ارکان ہیں:

1. احرام یعنی نیت باندھنا۔
2. وقوف عرفہ۔ یعنی 9 ذوالحجہ کو عرفات کے میدان میں ٹھہرنا۔
3. طواف زیارت جسے طوف اضافہ بھی کہتے ہیں۔ یعنی وہ طواف جو وقوف عرفہ کے بعد 10 ذوالحجہ یا اس کے بعد کی تاریخوں میں کیا جائے۔

(فقہ احمدیہ۔ جلد اول۔ ایڈیشن 2004۔ صفحہ نمبر 331)

سوال: مناسک حج سے کیا مراد ہے؟

حج میں کیے جانے والے اعمال / عبادات کا نام مناسک حج ہے۔

- احرام (8 ذوالحجہ)
- طواف القدوم (8 ذوالحجہ)
- صفاو مروہ کی سعی (8 ذوالحجہ)
- منیٰ میں رات گزارنا (8 ذوالحجہ)
- وقف عرفہ (9 ذوالحجہ)
- مزدلفہ میں قیام (9 ذوالحجہ)
- جمرہ عقبہ کی رمی (10 ذوالحجہ)
- جانور کی قربانی (10 ذوالحجہ)
- حلق یا قصر (10 ذوالحجہ)
- طوف اضافہ (10 ذوالحجہ)

سوال: حج کی کتنی اقسام ہیں؟

حج کی 3 اقسام ہیں۔

1. حج مفرد۔ اگر کوئی صرف حج کی نیت کرتا ہے تو وہ حجِ مفرد ہے۔ مکہ اور ارد گرد کے رہنے والے لوگ حج مفرد کرتے ہیں۔
2. حج تمتع۔ حج تمتع میں حج کرنے والا ایک ہی سفر سے دو فوائد اٹھاتا ہے۔ عمرہ بھی اور حج بھی ادا کرتا ہے۔
3. حج قران۔ حج قران سے مراد ہے کہ شروع میں عمرہ اور حج دونوں کا اکٹھا احرام باندھے یعنی حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ کرے۔ اس طرح احرام باندھنے والا پہلے عمرہ کرے گا پھر اسی احرام کے ساتھ حج کے مناسک بھی ادا کرے۔ اور اس کے بعد 10 ذوالحجہ کو عمرہ اور حج، دونوں کا احرام اتارے گا۔

(فقہ احمدیہ۔ جلد اول۔ ایڈیشن 2004۔ صفحہ نمبر 335)

سوال: حج بدل سے کیا مراد ہے اور حج بدل کون کر سکتا ہے؟

اگر کوئی مالی طور پر استطاعت رکھتا ہو مگر بیماری یا صحت یا عمر کے لحاظ سے کی وجہ سے حج اختیار نہ کر سکے تو وہ اپنی طرف سے کسی کو حج بدل کے طور پہ بھجوا سکتا ہے۔ حج بدل وہ کر سکتا ہے جس نے پہلے اپنا حج کیا ہوا ہو۔

(https://youtu.be/UfH_paXvqZ0?si=2nGKjUrm3ObVJNvw)

مسکرانا چاہیے

(ہبہ باقی۔Reading)

- جانوروں کے ہسپتال میں الگ ہی چکر ہوتا ہے۔۔۔
وہاں رجسٹر میں نام مالک کا لکھا جاتا ہے اور بیماری جانور کی۔۔۔
جیسے نام۔حاجی اقبال
بیماری۔دُم میں سوجن

- گاہک (غصے سے) قصائی کو: دیکھو جی کتنی دیر سے کہہ رہا ہوں پہلے مجھے فارغ کر دیں۔
قصائی: بس جناب اب آپ ہی کا قیمہ بنانے والا ہوں۔

- کسی کو کھونے کا غم کیا ہوتا ہے یہ کل رات پتہ لگا جب مونگ پھلی کا ثابت دانہ چھلکوں میں گم ہو گیا۔

مزاحیہ نظم

(شمائلہ منصور۔Reading)

اب ہاتھ میں ہمارے چار آنے نہیں رہے
شیمپو نہیں ہے گھر میں دانے نہیں رہے
تم مانگ تو رہے ہو کیسے تمہیں بتاؤں
رکھے تھے جو چھپا کے مخانے نہیں رہے
شادی سے پہلے کتنی پیاری تھی زندگانی
اب ہاتھ میں ہے ڈوئی پکانے نہیں رہے
جتنی تھی ساری خوشیاں پل میں گزر گئیں
اب پہلے جیسے موسم سُہانے نہیں رہے

یہ کتاب بھی پڑھیں

اچھی مائیں۔تربیت اولاد کے دس سنہری گُر

حضرت مرزا بشیر احمدؓ، ایم اے

شائع کردہ لجنہ اماء اللہ۔۔

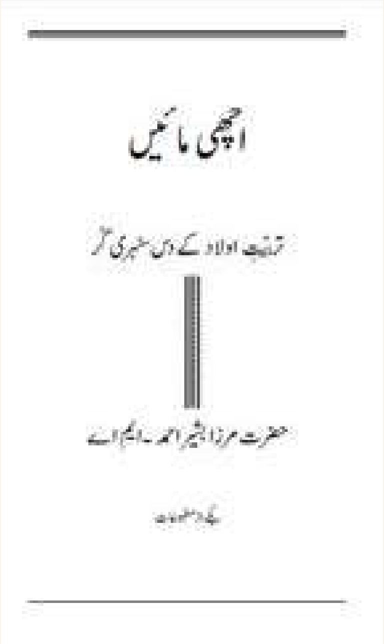
اچھی مائیں

تربیت اولاد کے دس سنہری گُر

حضرت مرزا بشیر احمد ۔ ایم اے

یہ کتاب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وہ ایمان افروز تحریر ہے جو آپ نے مدیرہ رسالہ ''مصباح'' کی درخواست پر 1953 میں تحریر فرمائی تھی۔ اس میں فرمان رسول ﷺ پر بنیاد رکھ کر مستورات کو ان کے بلند مقام اور عظیم ذمہ داریوں کی طرف ایک نئے اور دلنشین انداز میں متوجہ کیا گیا ہے۔ آپ کے پیش کردہ 10 سنہری گر دراصل ایک خزانے کی چابیاں ہیں۔ الغرض بہت گہرے نفسیاتی مطالعہ اور ایک ترقی پذیر الٰہی جماعت کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کے لیے دردمندانہ دعاؤں کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی ہے جس سے استفادہ کرنا اور یاددہانی کروانا آج بھی مفید ہے۔

ایک جھلک۔لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی مصروفیات

مینا بازار کا آنکھوں دیکھا حال

(وردہ سہیل۔Fazal Mosque)

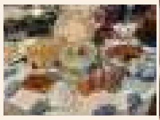
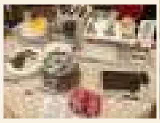

لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے شعبہ صنعت و دستکاری نے 11 مئی 2024 کو مینا بازار منعقد کیا۔ اللہ کے فضل سے یہ مینا بازار بہت کامیاب رہا۔ مینا بازار کی تیاری کئی ماہ پہلے ہی شروع ہو گئی تھی اور ملک بھر سے وہ لجنہ جنہوں نے اپنے کاروبار کی نمائش کرنے کا فیصلہ کیا تھا انہوں نے اپنے نام رجسٹر کروائے۔ انتظامیہ کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی گئی تھی کہ تمام لجنہ جو سٹال لگانا چاہتی ہیں، ان کو موقع دیا جائے اور زیادہ سے زیادہ شمولیت ہو مگر پھر بھی کچھ لجنہ انتظار کی فہرست میں تھیں۔

جہاں یہ مینا بازار لجنہ کے لیے ان کے اپنے کاروبار کی حوصلہ افزائی کرنے کا ایک بہترین ذریعہ تھا، وہاں گھریلو خواتین کے لیے تفریح کا بھی ایک بہترین موقع تھا۔ کئی دن پہلے سے ہی اس پروگرام کے بارے میں لوکل گروپس میں چرچا ہو رہا تھا، لہٰذا میں نے بھی اپنی چھوٹی بیٹی کو لے جانے کا فیصلہ کیا۔

ہم صبح ناشتے سے فارغ ہو کر خوبصورت اور عالیشان مسجد بیت الفتوح کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر اتنی رونق دیکھ کر دل میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ہم ابھی اندر داخل ہی ہو رہے تھے کہ کچھ جانے پہچانے چہرے نظر آنے شروع ہو گئے۔ کچھ دیر ان کے ساتھ حال احوال پوچھنے کے بعد، ہم سب مل کر ناصر ہال کی طرف چل پڑے۔

ناصر ہال میں ہمیں کپڑے، جیولری، برقعے اور اسکارف وغیرہ کے رنگا رنگ سٹال نظر آئے۔ ہم نے سوچا کہ عید قریب آرہی ہے تو کیوں نہ یہیں سے عید کی شاپنگ کر لی جائے۔ ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت جوڑا دستیاب تھا۔

ابھی ہم شاپنگ ہی کر رہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور ہم نے نماز گاہ کی طرف رخ کیا۔ راستے میں نظر طاہر ہال پہ پڑی جہاں بچوں کے لیے باؤنسی کیسل اور سافٹ پلے ایریا کا انتظام تھا۔ وہ دیکھ کر تو میری 3 سالہ بیٹی کی آنکھوں میں خوب چمک آگئی مگر نماز کا وقت تھا اس لیے اس سے وعدہ کیا کہ واپسی پر یہاں ضرور آئیں گے۔

نماز سے فارغ ہو کر ہم نے طاہر ہال کا رخ کیا۔ ہماری گڑیا ہمیں کھینچ کر لے گئیں اور باؤنسی کیسل میں خوب چھلانگیں لگائیں۔ جب کھیل کھیل کر تھک گئی تو ہم نے طاہر ہال میں موجود کھانے کے اسٹالز دیکھنا شروع کیے۔ ہر طرف ذائقہ دار اور چٹ پٹے کھانوں کے اسٹال تھے۔ گول گپوں سے لے کر حلیم تک ہر قسم کا کھانا دستیاب تھا۔ کچھ بہت خوبصورت کیک اسٹالز بھی تھے۔ ایک اسٹال تو اس قدر خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا کہ ہماری نظر وہاں رک

گئی۔ جب کیک پر نظر پڑی تو وہ نہایت نفاست سے سجائے ہوئے تھے۔ پہلے ہم نے ان کیکوں کو آنکھوں سے کھایا اور پھر زبان سے۔ بڑا مزا آیا۔ کچھ کھانا ہم نے وہیں کھایا اور کچھ ساتھ لے جانے کے لیے خرید لیا۔ کچن سے چھُٹی کا بہترین موقع تھا۔ ہر چیز مناسب دام پر موجود تھی۔ اتنے میں سنا کہ پارکنگ ایریا میں آئس کریم وین بھی ہے۔ بس پھر تو وہاں جانا ہی تھا۔ بچوں کے پیٹ میں آئس کریم کی کچھ الگ ہی جگہ ہوتی ہے۔ ہم آئس کریم لینے کے لیے باہر نکلے تو وہاں مارکی میں تازہ نان پکوڑا اور سموسے بھی مل رہے تھے۔ آئس کریم لینے کے بعد ہم سموسے کی لائن میں لگ گئے۔ وہاں ہماری ملاقات ایک پرانی دوست سے ہوئی۔ انھوں نے بتایا کہ سیکنڈ فلور پر بھی اسٹالز ہیں اور وہاں بیوٹی ٹریٹمنٹ اور مِنی پارلر کی سہولت بھی موجود ہے۔

وہ سن کر ہم نے سوچا کہ اوپر کا بھی وزٹ کر لیتے ہیں۔ سیڑھیوں سے اوپر چڑھ کر ہم نور ہال میں پہنچے۔ ایک طرف بچوں کے لیے مختلف قسم کے کھلونوں کے اسٹال لگے تھے، جن میں ریموٹ کنٹرول والی گاڑیاں، ڈول ہاؤسز، اور تعلیمی کھلونے شامل تھے۔ دوسری طرف خوبصورت ہاتھ سے بنے ہوئے اونی سکارف اور شالوں کی نمائش تھی، جن پر عمدہ کشیدہ کاری کی گئی تھی۔

ہماری ایک دوست نے ان میں سے ایک اسکارف خریدا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے نہیں تھکی۔ ہم نے اگلے اسٹال کا رخ کیا جو بیوٹی پروڈکٹس اور میک اپ کا تھا۔ یہاں مختلف قسم کے برانڈز کی پراڈکٹس دستیاب تھیں اور سٹال پر موجود لجنہ خود مصنوعات کی وضاحت اور مفید مشورے دے رہی تھیں۔

کچھ دیر وہاں گزارنے کے بعد ہم نے مِنی پارلر کا رخ کیا جہاں مختلف قسم کے میک اوورز، بالوں کے اسٹائلز اور بیوٹی ٹریٹمنٹ کی سہولیات دستیاب تھی۔ ہم نے چند ایک سروسز کے بارے میں پوچھا اور قیمتوں کا جائزہ لیا۔

یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ ہماری لجنہ میں کتنا ٹیلنٹ ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم، جو قادیان کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے صرف 14 ممبرات سے شروع ہوئی تھی، آج کتنی ترقی کر گئی ہے کہ اتنے بڑے پیمانے پر پروگرام منعقد کر رہی ہے۔ میرا دل اپنے اللہ کے شکر سے بھر گیا۔

شام ڈھلنے لگی تھی اور ہم بھی تھک چکے تھے اس لیے ہم نے واپسی کا فیصلہ کیا۔ باہر نکلتے ہوئے ہم نے مہندی لگوانے کا سوچا جسکا انتظام مسجد کے باہر تھا۔ خوبصورت مہندی اپنے ہاتھوں پہ لگوا کر ہم خوشی خوشی گھر چلے گئے۔

Peace Symposium

22جون 2024 کو یورپ کی سب سے بڑی مسجد بیت الفتوح میں منعقد ہونے والے پیس سمپوزیم میں شمولیت کے لیے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی 400 سے زائد خواتین اکٹھی ہوئیں۔ اس سمپوزیم کا انعقاد لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے کیا جس کا موضوع "معاشرے کی تشکیل میں خواتین کا کردار" تھا۔

اس سمپوزیم میں شرکت کرنے کے لیے شام پانچ بجے مہمانوں کی آمد شروع ہوئی، جن میں ڈاکٹرز، اساتذہ، چیریٹی اداروں کی کارکنات، مختلف مذاہب کی نمائندگان وغیرہ شامل تھیں۔ آمد پر ان کو رجسٹریشن کارڈز مہیا کیے گئے اور ناصر ہال میں پُر تکلّف ریفریشمنٹ سے تمام مہمانان کی تواضع کی گئی۔ ساتھ ہی گروپس کی شکل میں خوبصورت اور عالیشان مسجد کی زیارت بھی کروائی گئی۔ ناصر ہال میں دیدہ زیب اور معلوماتی سٹالز، جن میں وائس آف اسلام اور ہیومینٹی فرسٹ سرِ فہرست ہیں، بھی لگائے ہوئے تھے۔ ایک طرف قرآنِ پاک کی نمائش میں موجود نابینا افراد کے لیے "بریل" میں قرآنِ پاک حاضرین کی توجہ کا مرکز بنا رہا، تو دوسری طرف مہمانوں کو سر پہ دوپٹہ لینے کی دعوت دی گئی جس کو کئی خواتین نے بخوشی قبول کیا اور آئینے میں دیکھ کر پسندیدگی کا اظہار کیا۔

شام ساڑھے چھے بجے پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا جس میں سورۃ التحریم کی آیات 12 تا 13 کی تلاوت کی گئی۔ اس کے بعد نیشنل سیکریٹری تبلیغ محترمہ فرزانہ یوسف صاحبہ نے جماعتِ احمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کا تعارف پیش کیا جس میں لجنہ اماء اللہ کے مقاصد اور خدمات کا ذکر کیا۔

پہلی مہمان جناب Roxanne St Clair صاحبہ، چیئر آف کامن ویلتھ گرلز ایجوکیشن فنڈ کو اپنے خیالات کے اظہار کے لیے مدعو کیا گیا۔ انہوں نے لڑکیوں کی سیکنڈری تعلیم کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ لڑکیوں میں دوسروں کی مدد کرنے کا فطری جذبہ ہوتا ہے اس لیے لڑکیوں کو تعلیم دلوانا معاشرے میں دوررس نتائج پیدا کرتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر خواتین ایک دوسرے کو سمجھ کر اور مل کر کام کریں تو بہت کچھ حاصل کر سکتی ہیں، قائدین اور امن سازوں کے طور پر اپنے کردار کو پہچان سکتی ہیں۔

پروفیسر Amelia Hadfield، ڈین انٹرنیشنل یونیورسٹی آف سرے نے مثالی اور قابلِ تقلید خواتین کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح وہ اپنے تجربہ کی بنیاد پر دوسری خواتین کے لیے مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے لجنہ اماء اللہ کی ہر سطح پر کی جانے والی کاوشوں کو بھی سراہا۔

فاطمہ وائٹ بریڈ صاحبہ نے، جو دو مرتبہ اولمپک میڈلز جیت چکی ہیں، اپنی ذاتی زندگی کی اندوہناک مگر پر عزم داستان سناتے ہوئے بتایا کہ انہیں بچپن میں لاوارث چھوڑ دیا گیا تھا۔ انہوں نے care system میں 14 سال گزارے۔ وہ اپنی زندگی درست سمت میں بسر کرنے کے لیے ایک مثبت خاتون رول ماڈل کو کریڈٹ دیتی ہیں۔ جنہوں نے محبت اور درست نصیحت سے ان کی مدد کی۔ فاطمہ وائٹ بریڈ نے ناانصافی کے خلاف آواز اُٹھانے اور دوسروں کی حمایت کرنے کی اہمیت پر بھی بات کی۔ فاطمہ صاحبہ نے بچوں کی زندگی میں کھیلوں کی اہمیت کے بارے میں بھی بات کی۔ کھیل بچوں کے لیے ایک اہم سرگرمی مہیا کرتا ہے۔ کھیل کے مفید اور مؤثر نتائج وہ اپنی

زندگی سے بھی ثابت کر سکتی ہیں۔ فاطمہ صاحبہ نے کہا کہ معاشرے کے مستقبل میں سرمایہ کاری کے طور پر بچوں میں سرمایہ کاری کی بہت اہمیت ہے۔ فاطمہ کی مہم کا مقصد چار ممالک میں نگہداشت کے نظام کو از سرِ نو قائم کرنا ہے۔

فاطمہ صاحبہ کی مہم کو عطیات دینے پر لجنہ اماء اللہ برطانیہ کو بہت خوشی ہوئی۔ اس کے علاوہ Rainbow ٹرسٹ اور WISH چیریٹی کے لیے بھی عطیات دیے گئے۔ Wish ایک چیریٹی ہے جس کی قیادت خواتین کرتی ہیں اور اس کا مقصد عورتوں کی ذہنی صحت کو بہتر بنانے میں مدد دینا ہے۔

اختتامی خطاب صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلام ایک انصاف پسند اور مساوات پر مبنی معاشرے کی بنیاد ڈالتا ہے۔ قرآنِ پاک کی سورۃ النساء آیت 136 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب ۔۔۔۔"

(سورۃ النساء:136۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

یہ آیت انصاف کی اہمیت کو واضح کرتی ہے قطع نظر اس کے کہ کسی کے ساتھ مضبوط ترین وابستگی اور تعلقات یا ذاتی خاندانی روابط ہوں۔ ان اصولوں کے ذریعے ایسا معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے جس میں ہر لمحہ عدل و انصاف ہو جو کہ حقیقی معاشرتی امن کا واحد راستہ سمجھا جاتا ہے۔ اور اس پر امام جماعت ہائے احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی بار بار زور دیا ہے۔

صدر صاحبہ نے اسلام کے معنی واضح کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کا لفظ "سَلَمَ" سے نکلا ہے، جس کا مطلب امن، خالص ہونا، سپرد کر دینا اور فرمانبرداری کرنا ہے۔ اس طرح اسلام کا مطلب ہوا، ان لوگوں کا راستہ جو اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اس کی مخلوق کے ساتھ امن قائم کرتے ہیں۔
حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ "تم آپس میں بھائی بھائی ہو، تم سب برابر ہو، خواہ آپ کا تعلق کسی بھی قوم یا قبیلے سے ہو اور آپ کی حیثیت کچھ بھی ہو۔ آپ برابر ہیں بالکل اسی طرح جیسے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایسی ہیں کہ کوئی بھی دوسرے پر کوئی امتیازی حق رکھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 562-563، جدید ایڈیشن)

اسلام معاشرے کے وسیع تر تانے بانے کے ساتھ ساتھ خاندان کے اندر بھی خواتین کے کردار کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ اسلام کے آغاز سے ہی خواتین کو ایمان اور روحانی انعامات کے حقوق اور ذمہ داریوں میں برابر کی شریک قرار دیا گیا ہے جو معاشرے کی ترقی اور مساوات کے فروغ میں ان کے اہم کردار کی عکاسی کرتا ہے۔
صدر صاحبہ نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے خواتین کے حقوق میں اس انداز میں انقلاب برپا کیا جو نہ صرف ساتویں صدی کے عرب بلکہ 19ویں صدی کے انگلستان کے لیے بھی انقلابی تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے عورت کو اس کی پیدائش کے وقت زندگی کے بنیادی حق سے لے کر وراثت میں حصہ تک تمام حقوق دیے، جس میں اپنی شادی کے لیے انتخاب کا اختیار اور طلاق دینے کا حق بھی شامل ہیں۔ اس کے برعکس برطانیہ میں 1870 تک عورتوں کا وراثت میں کوئی قانونی حق نہ تھا۔

لڑکیوں کی تعلیم کے بارہ میں اسلامی نظریہ بیان کرتے ہوئے صدر صاحبہ نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایاہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 171)

یہ غیر جانبدار حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے تعلیم حاصل کرنے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ بد قسمتی سے یہ اسلام کی وہ تصویر نہیں ہے جو آج کل شدت پسند گروہ دکھاتے ہیں۔ تعلیم یافتہ خواتین ہر شعبے میں اپنا حصہ ڈالنے کے لیے بہتر طور پر لیس ہیں خواہ وہ سائنس ہو یا فنون۔

صدر صاحبہ نے فاطمہ الفہریہ (Fatima Al-Fihriya) کی مثال دی جنہوں نے 859ء عیسوی میں مراکش میں دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی کی بنیاد رکھی۔ فاطمہ الفہریہ مسلم خواتین میں تعلیم اور قائدانہ صلاحیتوں کی طویل روایت کی ایک مثال ہیں۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے اپنے عمل اور الفاظ کے ذریعے اس بات کا یقین دلایا کہ خواتین اس قابل ہیں کہ انہیں قیادت کی ذمہ داریاں سونپی جائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک اسکالر تھیں اور انہوں نے ابتدائی اسلامی معاشرے میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ تعلیم، معاشریات اور سیاست میں ایک رہنما تھیں اور ان کی مثال خواتین کو آج بھی قائدانہ کردار ادا کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ اسلام میں قیادت لوگوں پر اقتدار حاصل کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ نے کہا کہ لوگوں کا رہنما ان کا خادم ہے۔

(فیض القدیر، جزو4، صفحہ 161)

قیادت میں خدمت کا یہ اصول اس بات پر زور دیتا ہے کہ اقتدار میں رہنے والے اپنی عوام کی بھلائی اور ان میں انصاف کو ترجیح دیں۔ اسلامی اصولوں کی رہنمائی میں خواتین لیڈرز معاشرے میں انصاف، مساوات قائم کرکے مثبت تبدیلی لا سکتی ہیں۔

برطانیہ میں انتخابات ہونے والے ہیں۔ اس حوالے سے صدر صاحبہ نے قرآنِ پاک کے اس حکم کی طرف توجہ مبذول کروائی کہ

"یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو۔۔۔۔"

(سورۃ النساء:59۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ ایک عورت نے کسی معاملہ میں بات کی تو اسے چپ کروادیا گیا۔ تو اس نے کہا کہ عورتوں کو خاموش کرنے کے دن ختم ہو گئے ہیں حضور ﷺ نے خود فرمایا تھا کہ عورتوں سے اس بارے میں مشورہ کیا جائے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ یوکے بتاریخ 6/8/2022)

صدر صاحبہ نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ ایک مضبوط مسلمان عورت کی تصویر وہ نہ ہو جو میڈیا میں پیش کی جاتی ہے لیکن اسلام معاشرہ میں خواتین کے مقام کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیم کے مطابق ایک خاندان ایک مستحکم معاشرے میں سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب پیار، احترام اور افہام و تفہیم کا ماحول گھر میں پیدا ہوتا ہے تو یہی ماحول آگے چل کر کمیونٹی میں پھیلتا ہے۔ خواتین مردوں کے ساتھ مل کر گھر کے اندر امن اور ہم آہنگی کو برقرار رکھنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ خواتین کی زندگی کا ایک اور اہم مرحلہ ہر معاشرے میں یہاں تک کہ برطانیہ کی خواتین میں بھی بچوں کی دیکھ بھال ہے۔ اس لیے معاشرے میں سب سے اہم کردار جو خواتین ادا کرتی ہیں وہ اگلی نسل کی پرورش ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برائے لجنہ بر موقع جلسہ سالانہ یوکے بتاریخ 7/8/2021)

یہ مؤثر بیان بچوں کی پرورش میں ماؤں کی اہمیت کو واضح کرتا ہے، وہ ماں جو ذمہ دار، با اخلاق اور منصفانہ ذہن رکھنے والے افراد کو پروان چڑھاتی ہے۔ ایک ماں کی تربیت کا اثر صرف گھر کی حد تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اگلی نسلوں تک محسوس کیا جاتا رہتا ہے ۔ تعلیم یافتہ اور اخلاقی طور پر راست باز بچے ایک پر امن اور ترقی پسند معاشرے میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں اور یہ سب کچھ گھر میں سکھائی جانے والی اقدار سے شروع ہوتا ہے۔

صدر صاحبہ نے کہا کہ لجنہ اماء اللہ کی سرگرمیاں مردوں سے علیحدہ ہوتی ہیں۔ حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ عورتیں مردوں کے سائے سے باہر زیادہ اچھا کام کرلیتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 2017/8/4)

یقیناً ہم سب اس بات سے اتفاق کریں گے۔

بانی لجنہ اماء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ عورتیں ایک گھر کی چار دیواروں میں سے دو دیواروں کی مانند ہیں۔ اگر یہ دو دیواریں گر جائیں تو کیا اس کمرے کی چھت قائم رہے گی؟ ہرگز نہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا عورتوں سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ قادیان 1922۔ بحوالہ الازہار لذوات الخمار جلد 1 صفحہ 57

لجنہ اماء اللہ ایجوکیشنل، charitable اور سماجی اقدامات میں بھرپور حصہ لیتی ہے۔ لجنہ اماء اللہ دنیا بھر کے 131 ممالک میں قائم ہے۔ یہاں برطانیہ میں 14,000 سے زیادہ ممبران ہیں جو ہفتہ وار کلاسز منعقد کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ جو لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے کیا وہ سیرالیون میں میٹرنٹی ہسپتال کی تعمیر کے لیے 420,000 پاؤنڈز بطور عطیہ دینا ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی غلط کام دیکھے تو اپنے ہاتھ سے روکے۔ اگر تم ایسا نہیں کرسکتے تو اپنی زبان سے روکو۔ اگر وہ بھی نہیں کرسکتے تو اپنے دل میں برا سمجھو اور اس کے لیے دعا کرہ۔

(چالیس جواہر پارے۔ ایڈیشن 2021۔ صفحہ نمبر 42)

چونکہ ہم ایک انصاف پسند معاشرہ کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں اس لیے ہمیں ان تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے ارد گرد کے لوگوں کی ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے تاکہ ہم سب خواتین اپنی خداداد صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرسکیں۔

آخر میں سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دعا پر اختتام ہوا۔

کیا آپ نے یہ شمارہ پڑھ لیا ہے؟

صفحہ نمبر 12

اپنی اولاد کے لیے دعائیہ اشعار کس نظم سے لیے گئے ہیں؟

صفحہ نمبر 34

ایک ریچھ اور مکھی کی کہانی میں ریچھ کی کس سے دوستی ہوتی ہے؟

صفحہ نمبر 25

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تربیتِ اولاد کے کتنے گُر بتائے ہیں؟

صفحہ نمبر 18

اَکْرِمُوا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوا اَدَبَھُمْ۔
اس حدیث کا ترجمہ کیجیے

صفحہ نمبر 22

پمپائے شہر کس ملک میں ہے؟

1۔ محمود کی آمین　2۔انسان سے　3۔26 گُر　4۔اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو　5۔اٹلی میں

(☆)اس شمارہ میں استعمال شدہ مشکل الفاظ کے معانی

صفحہ نمبر	الفاظ	معنی
7	ربوبیت	پروردگاری
7	اشتعال	جوش، غصہ
7	چشم نمائی	تنبیہ، جھڑکی
7	مغلوب الغضب	جو جلد غصہ میں آجائے
7	سبک سر	بے حوصلہ
7	طائش العقل	غصہ والا
7	حزب	وظیفہ
9	مترادف	برابر

صفحہ نمبر	الفاظ	معنی
10	عدم توجہ	توجہ کی کمی
10	میلان طبع	طبعیت کا رجحان
13	رخنہ	دراڑ
23	عفریت	دیو۔ بھوت
29	ہیجان	جوش۔ تیزی
32	سرزنش	ڈانٹنا
39	آستانہ الوہیت	اللہ کا دروازہ
48	دَم سادھے	(محاورہ) حرکت نہ کرنا